وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

اکابر رحمۃ اللہ علیہم کا عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از قلم:

خاکپائے بزرگان دیوبند
جناب حکیم رانا محمد سجاد قاسمی

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون (الحدیث)

(انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں)

اکابرؒ کا
عقیدہ حیات النبی ﷺ

اکابرین رحمۃ اللہ علیہم کے فتاوی سے معلوم ہوگا کہ عصر حاضر کا معتزلہ فرقہ مماتی ٹولے کا اہل سنت والجماعت حنفی دیوبندی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے

از قلم:
خاک پائے بزرگانِ دیوبند
حکیم رانا محمد سجاد قاسمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حرفِ چند)

حکیم رانا محمد سجاد قاسمی صاحب

پسرور ضلع سیالکوٹ کے حکیم رانا محمد سجاد قاسمی نے ایک کتاب لکھی ''اکابر کا عقیدہ حیات النبی ﷺ'' جسے اس مجموعہ کا جزو بنایا جا رہا ہے۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو امام اہل سنت، سرمایہ اہل سنت، فخر دیوبند، شیخ العرب والعجم، حضرت مولانا علامہ سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم العالیہ شاگرد رشید شیخ العرب والعجم حضرت مولانا علامہ حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کرتا ہوں۔

شہید اسلام حضرت مولانا علامہ مفتی محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا

مسئلہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں فتویٰ

''میرا اور میرے اکابر رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ روضہ اطہر میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں اور یہ حیات برزخی ہے۔ آنحضرت ﷺ درود و سلام پیش کرنے والوں کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور وہ تمام امور جن کی تفصیل اللہ ہی کو معلوم ہے، بجالاتے ہیں۔ آپ ﷺ کی حیات کو حیات برزخیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حیات برزخ میں حاصل ہے اور اس حیات کا تعلق روح اور جسد دونوں کے ساتھ ہے۔ جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے، وہ میرے اکابر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گمراہ ہے۔ اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق روا نہیں۔''

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱۰ ص ۵۱۹)

حیات النبی ﷺ

منکر جو رہا ہے نبیؐ کی حیات کا
اعلان کر رہا ہے وہ خود اپنی مات کا
خود بند کر رہا ہے شفاعت کے باب کو
کیا خواب دیکھتا ہے مماتی نجات کا
خورشید نیروز سے آنکھیں چرائے جو
اہل نظر نہیں ہے وہ رہزن ہے رات کا
چلتا ہے جو عقیدہ معروف کے خلاف
عارف نہیں ہے وہ شہ بطحیٰ کی ذات کا
پڑھنا درود مجھ پہ سماعت کروں گا میں
آتا نہیں یقین کیا آقا کی بات کا
گر صدق دل سے پیش کرے عاشق رسولؐ
دیتے ہیں وہ جواب سلام وصلوٰۃ کا
وہ عقل خام لائق ماتم ہے اے اثر
خود جس نے گھڑ لیا ہے عقیدہ ممات کا
(شاعر اسلام اثر جونپوری)

تقریظ: پاسبان مسلک حق حضرت مولانا حافظ محمد بابر اقبال صاحب مدظلہ

زیر نظر کتاب ”عقیدہ حیات النبی ﷺ“ قرآن وسنت و آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روشنی میں امت مسلمہ کے اجماعی عقیدہ کو واضح کرنے کی ایک کوشش ہے کہ امام الانبیاء، سرتاج الانبیاء، وجہ کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اپنی قبر اطہر میں روح مع جسم مبارک کے ساتھ حیات ہیں۔

مصنف کتاب جناب حکیم محمد سجاد قاسمی صاحب قلم وتحریر کی دنیا میں نو وارد ہونے کے باوجود مبارک باد کے مستحق ہیں، جنہوں نے امام الانبیاء ﷺ سے انتہائی محبت وعقیدت کے اظہار کے طور پر بظاہر مشکل کام کو عزم مصمم اور خلوص کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ خالق کائنات سے دعا ہے کہ وہ مصنف کی اس پر خلوص کوشش کو شرف قبولیت سے نوازے اور دارین کی سعادت کا ذریعہ بنائے۔ (آمین) خاکپائے اکابر علمائے دیوبند

(مولانا) حافظ بابر اقبال
خطیب جامع مسجد مدنی ایلیمنٹری کالج

تقریظ: یادگار اسلاف حضرت مولانا قاری محمد اسحاق صفدر صاحب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد!

عقیدہ حیات النبی ﷺ اسلام کا اساسی عقیدہ ہے۔ حضور ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں روح مع الجسد زندہ ہیں۔ اس پر قرآن وسنت کے دلائل اور امت کا اجماع ہے۔ اس عقیدے سے منحرف گروہ کا اہل سنت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

زیر نظر مجموعہ ”عقیدہ حیات النبی ﷺ قرآن وسنت اور اجماع امت کی نظر میں“ مختصر مگر جامع مجموعہ ہے۔ اس مختصر کتابچہ کے مؤلف مولانا حکیم محمد سجاد قاسمی لائق صد تحسین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے مقبولیت عام وخاص فرمائے۔ (آمین)

(مولانا) محمد اسحاق عفی عنہ
خطیب کوثر مسجد سیالکوٹ

تقریظ: شہزادہ اہل سنت حضرت مولانا حافظ محمد ندیم قاسمی صاحب، ایم اے

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ امابعد!

امام الانبیاء، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں روح مع الجسد زندہ ہیں۔ قبر شریف میں ان کو حیات دنیوی کی مثل حیات حاصل ہے۔ یہی عقیدہ جمہور امت کا ہے۔ اس عقیدے پر قرآن وسنت اور اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے وزنی دلائل براہین ہیں۔ اس عقیدے سے انحراف کرنے والے طبقے کا اہل سنت سے کوئی تعلق نہیں۔

اس عقیدے کی حقانیت وصداقت پر اکابرین علماء دیوبند کی تصریحات موجود ہیں، انہی تصنیفات میں مولانا حکیم محمد سجاد قاسمی مدظلہ کی تصنیف ایک خوب صورت اضافہ ہے اور عشاقان رسول ﷺ میں نام لکھوانے کی غرض سے لکھی گئی تصنیف کی تکمیل پر بندہ حکیم صاحب موصوف کو مبارکباد پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس سے زیادہ اپنے عقیدے نظریئے اور مسلک کی ترویج واشاعت کے لئے قبول فرمائے۔ (آمین) والسلام!

(مولانا) محمد ندیم قاسمی ایم اے
خطیب الٰہی مسجد پسرور سیالکوٹ

عرض مصنف

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد!

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے اور اس پر امت مسلمہ کا اجماع بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مررت علی موسی لیلۃ اسری بی عندالکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ''

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا اور وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۹۸، نسائی ج ۱ ص ۱۸۵)

خود اکابرین علمائے دیوبند رحمہم اللہ کا اجماعی عقیدہ ہے جس کو فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ''المہند علی المفند'' میں ذکر فرمایا ہے: ''ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے، جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ''انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء'' میں بتصریح لکھا ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ الخ! پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کہ برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے۔ نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل، جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام ''آب حیات'' ہے۔'' (المہند علی المفند ص ۳۸، ۳۹)

اس کے باوجود مماتی ٹولہ جو اپنے آپ کو اکابرین علماء دیوبند کے ساتھ نسبت دیتا ہے، یہ پرلے درجے کا جھوٹ ہے۔ خود اکابرین علمائے دیوبند نے مماتی ٹولے کو گمراہ اور بدعتی کہا ہے۔ اس کتاب سے معلوم ہو جائے گا کہ مماتی ٹولے کا مسلک حق اہل سنت والجماعت حنفی دیوبندی کے ساتھ کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔

آخر میں، میں ان حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ مثلاً مناظر اہل سنت، وکیل احناف، حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب سرگودھا، حضرت مولانا قاری ذوالفقار صاحب، حضرت مولانا مفتی نعمان صاحب، حضرت مولانا قاری ذوالفقار صاحب، حضرت مولانا قاری محمد اسحٰق صاحب، حضرت مولانا حافظ محمد بابر اقبال صاحب، شہزادہ اہل سنت حضرت مولانا محمد ندیم قاسمی صاحب ایم اے اردو اسلامیات، چوہدری احمد علی صاحب (مل لالو) حافظ سیف اللہ صاحب، محمد حسین صاحب (بگرام) اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو قارئین کرام کے لئے فائدہ منداور ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین ثم آمین)

خاکپائے بزرگان دیوبند، حکیم رانا محمد سجاد قاسمی

حیات شہداء

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتے ہیں: ''ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لاتشعرون (البقرۃ:۱۵۴)'' اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہو جائیں، ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن (شہادت کے بعد جوان کو زندگی ملتی ہے) اس کی تم کو کوئی سمجھ نہیں۔

مسلمان مجاہدین جب اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑتے ہوئے شہید ہوتے ہیں تو موت کا ورود ان کے اجسام عنصری پر ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ شہید کو شہادت کے بعد زندگی عطاء کردی جاتی ہے۔ اس لئے شہداء کو مردہ کہنے سے بھی روک دیا گیا۔ کیونکہ شہید کو مردہ کہنا شہید کی توہین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شہید کی زندگی کو ''بل احیاء'' کے لفظ سے ظاہر کیا ہے کہ اگرچہ موت کا ورود ان کے جسم پر ہو چکا ہے لیکن موت کے بعد اللہ نے ان کو جسم سمیت زندہ کر دیا ہے۔

شہداء کی جسمانی حیات کے عجیب وغریب واقعات

۱..... خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں اہل بغداد سات چوروں کی وجہ سے سخت تکلیف میں مبتلاء تھے۔ خلیفہ وقت نے ان ڈاکوؤں کو پکڑنے کی بہت کوشش کی۔ مگر وہ ان پر قابو نہ پا سکا۔

اسی زمانے میں ایک دن حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اندھیرے میں مسجد تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں آپ نے سات آدمیوں کو دیکھا، ان میں سے چھ نے تلواریں ہاتھ میں لے رکھی تھیں اور وہ دیوار کے ساتھ کھڑے تھے۔ جب کہ ساتواں آدمی راستے کے درمیان میں اپنے پاؤں کو پکڑے ہوئے بیٹھا تھا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم لوگ اسلحہ لے کر کہاں جارہے ہو؟

زمین پر بیٹھے ہوئے شخص نے کہا اے ابوسعید! میں فلاں چور ہوں اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ خلیفہ وقت اور بصرہ کے لوگوں کو ہمیں پکڑنے کی کوشش کرتے ہوئے آج پورے دس سال ہو چکے ہیں۔ مگر وہ ہم پر ہاتھ نہیں ڈال سکے۔ ہم ایک دکان پر نقب زنی کے لئے نکلے تھے، جب ہم یہاں پہنچے تو میرا پاؤں ایک جلتے ہوئے انگارے

پر آ گیا، جس سے میرا پاؤں جل گیا۔ لیکن میں نے اپنے پاؤں سے زیادہ اپنے دل میں جلن محسوس کی اور میں نے سوچا کہ میں یہاں دنیا کی حقیری آگ کو برداشت نہیں کر سکتا تو میں آخرت کی آگ کو کیسے برداشت کروں گا۔

اے ابوسعید! میں آپ کو گواہ بنا کر اعلان کرتا ہوں کہ میں نے آج سے سچے دل سے توبہ کر لی ہے اور میں آئندہ وہ کام نہیں کروں گا جو میں اب تک کر رہا تھا۔

یہ کہہ کر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا میں ابھی تھوڑی دیر سے پہلے تک چوری چکاری کی برائی میں تمہارے ساتھ شریک تھا۔ مگر اب میں توبہ کر چکا ہوں، تمہاری مرضی جہاں چاہو چلے جاؤ۔

اس کے ساتھیوں نے جواب دیا کہ تو اب تک اللہ کی نافرمانی والے کام میں ہمارا سردار تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار کے معاملے میں بھی ہمارا سردار بن جا۔ ہم بھی سچے دل سے توبہ کر رہے ہیں کہ آئندہ ان برائیوں میں نہیں پڑیں گے۔ جن میں اب تک مبتلاء تھے۔

ان کے سردار نے کہا اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو پھر مجھے بصرہ کی جامع مسجد لے چلو تا کہ امیر بصرہ کے ساتھ فجر کی نماز ادا کریں۔ نماز کے بعد میں کھڑا ہو جاؤں گا اور کہوں گا کہ اے امیر شہر! میں فلاں چور ہوں اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ آپ لوگ دس سال سے ہماری تلاش میں تھے۔ مگر آپ کو کامیابی نہیں ملی۔ اب ہم نے توبہ کر لی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے برائیوں کو چھوڑ دیا ہے۔ اب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ آپ کی مرضی ہے ہمارے ہاتھ کاٹیں، ہمیں کوڑے لگائیں، سولی چڑھائیں، قید رکھیں یا اللہ تعالیٰ کے لئے معاف کر دیں۔

اس کے ساتھی یہ سن کر راضی ہو گئے اور سارے مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔ نماز کے بعد ان کے سردار نے کھڑے ہو کر وہی اعلان کیا، جس کا اس نے اپنے ساتھیوں سے تذکرہ کیا تھا۔

امیر شہر یہ اعلان سن کر رو پڑے اور فرمانے لگے اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول فرمانے والا ہے۔ جاؤ میں نے تم سب کو اللہ کے لئے معاف کر دیا ہے۔

سردار نے یہ سن کر کہا اے امیر شہر! ہماری کچھ مدد کیجئے تا کہ طرطوس پہنچ کر جہاد کر سکیں۔ امیر شہر نے ان میں سے ہر ایک کو گھوڑا، مکمل اسلحہ اور پچاس پچاس دینار دیجئے اور انہیں رخصت کر دیا۔

یہ ساتوں طرطوس پہنچ کر دو ماہ تک وہاں رہے۔ اس دوران خبر آ گئی کہ روم کے عیسائیوں نے مملکت اسلامیہ پر حملے کے لئے لشکر بھیج دیا ہے۔ اس لشکر میں دو بڑی صلیبیں ہیں اور ہر صلیب کے ساتھ دس ہزار جنگجو ہیں اور یہ لشکر طرطوس کے قریب پہنچ چکا ہے۔

مسلمانوں کا لشکر بھی دفاع کے لئے اپنے امیر کی سرکردگی میں روانہ ہوا اور یہ سارے حضرات بھی لڑائی کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے صف آرا ہو گئے تو یہ ساتوں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہم جب اللہ تعالیٰ کے نافرمان تھے اور چوری کرتے تھے، اس وقت ہم کسی کی مدد کے محتاج نہیں ہوئے تو کیا اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری والے عمل جہاد میں ہم لوگوں کے سہارے لڑیں گے؟ حالانکہ ہمارے نیچے بہترین گھوڑے ہیں۔ ہمارے پاس خطرناک اسلحہ ہے اور ہماری نیتیں بھی خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ چلو ہم لشکر سے الگ ہو جاتے ہیں۔ جب دونوں طرف سے گھمسان کی لڑائی شروع ہو جائے گی تو ہم ساتوں مشرکین پر یکبارگی حملہ کر دیں گے۔ فتح یا شہادت میں سے ایک تو ہمارا مقدر ضرور بنے گی۔

یہ طے کر کے وہ لشکر سے الگ ہو گئے۔ جب لڑائی شروع ہو گئی تو ان ساتوں نے اچانک پیچھے سے عیسائیوں پر حملہ کر دیا اور ان کے لشکر کو کاٹ کر رکھ دیا۔

جب یہ شکست خوردہ لشکر واپس بادشاہ روم کے سامنے پہنچا تو اس نے کارگزاری سن کر پوچھا کہ پیچھے سے کس نے تم پر حملہ کیا تھا؟ لشکر والوں نے کہا کہ وہ سات آدمی تھے جنہوں نے ہمارے لشکر کی صفوں کو توڑ دیا، جس سے ہمیں شکست ہوئی۔

رومی بادشاہ نے ایک اور صلیب نکالی اور اپنے ایک جرنیل کو دے کر کہنے لگا کہ یہ تیرے پاس تین صلیبیں ہیں اور تیس ہزار کا پیادہ اور گھڑ سوار لشکر ہے۔ جاؤ اور طرطوس پر لشکر کشی کرو۔

جب یہ لشکر روانہ ہوا تو اس کی اطلاع طرطوس میں پہنچ گئی۔ مسلمانوں کا لشکر بھی مقابلے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ یہ ساتوں جانباز بھی نکلے اور انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے پہلے جیسی حکمت عملی طے کی۔

چنانچہ جب دونوں لشکروں میں گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی تو ساتوں نے پیچھے سے حملہ کر کے عیسائیوں کے لشکر کو تتر بتر کر دیا۔ عیسائیوں کا لشکر شکست کھا گیا اور اس کے بچے کھچے سپاہی جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

بادشاہ روم نے جب ان سے کارگزاری سنی تو وہ گالیاں دینے لگا اور کہنے لگا تین ہزار کا مسلح لشکر جسے ہم نے اپنے ملکوں کا سرمایہ کھلا کر پالا اور ہر طرح کی سہولتیں انہیں دیں۔ سات آدمیوں نے اس لشکر کو کاٹ ڈالا۔

بادشاہ نے اس جرنیل کو معزول کر کے ایک اور جرنیل کو بلوایا اور اسے چار صلیبیں اور چالیس ہزار کا لشکر جرار دیا اور اسے کہا کہ جاؤ طرطوس پر چڑھائی کرو۔ اگر تم فتح یاب ہو جاؤ تو شہر میں داخل ہو کر مردوں کو قتل کر دینا اور وہاں کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا کر لے آنا۔ اگر شہر فتح نہ ہو سکا تو کوشش کرنا کہ ان سات آدمیوں کے سر کاٹ کر لے آنا، جنہوں نے میرے دو لشکروں کو شکست دی ہے اور اگر تم نے انہیں قیدی بنا لیا تو پھر انہیں لے کر میرے پاس آ جانا۔

یہ جرنیل جب طرطوس کے قریب پہنچا تو اس نے ایک صلیب کے ساتھ دس ہزار آدمی پہاڑوں میں چھپا دیئے اور خود وہاں سے کچھ آگے جا کر رک گیا۔

مسلمان جب حسب سابق مقابلے کے لئے نکلے، وہ سات جانباز اپنی سابقہ حکمت عملی کے ساتھ میدان سے ہٹ کر پیچھے پہنچ گئے۔ جب لڑائی شروع ہوئی، انہوں نے پیچھے سے حملہ کر دیا اور دشمن کو کافی نقصان پہنچایا۔ مگر اچانک ان سات کے پیچھے سے دس ہزار کا چھپا ہوا لشکر نکل آیا۔ اس طرح سے یہ ساتوں جانباز گھیرے میں آ گئے اور بالآخر قید کر لئے گئے۔

رومی لشکر واپس پہنچا۔ جرنیل نے بادشاہ کے دربار میں پہنچ کر سجدہ کیا اور کہا کہ میں آپ کے پاس ان ساتوں کو پکڑ کر لے آیا ہوں۔

بادشاہ نے اپنے مصاحبین سے مشورہ کیا کہ میں ان ساتوں کو کس طرح سے قتل کروں؟

ان میں سے ایک نے کہا کہ انہیں درمیان سے کاٹ کر درختوں پر لٹکا دیجئے ایک نے کہا کہ ان کی گردنیں کاٹ دیجئے۔ مگر بعض عقلمند جرنیلوں نے مشورہ دیا کہ انہیں قتل نہ کیا جائے بلکہ انہیں مال و دولت دے کر اپنا ہم مذہب بنایا جائے تا کہ جس طرح انہوں نے اپنی بہادری سے ہمیں ذلیل کیا، اسی طرح عیسائی ہو کر یہ اپنی بہادری سے ہمیں عزت بخشیں۔

بادشاہ نے اسی مشورے کو نہایت پسندیدگی سے منظور کرلیا اور اس نے ان ساتوں کے امیر کو بلا کر پوچھا کہ کیا یہ چھ آدمی تیرے ساتھی ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں!

بادشاہ نے کہا کہ میری کئی بیٹیاں ہیں، اگر تو ہمارا دین اختیار کرے تو میں اپنی ایک بیٹی سے تیری شادی کروں گا اور تجھے مال ودولت کے لدے ہوئے سو اونٹ اور سو باغات دوں گا۔

یہ سن کر وہ امیر رونے لگا اور کہنے لگا مجھے نہ تیری بیٹی کی ضرورت ہے اور نہ مال کی۔ میں ان چیزوں کی وجہ سے ہرگز اسلام کو نہیں چھوڑ سکتا۔

بادشاہ نے اسے الگ ایک کونے میں بٹھا کر باقی چھ کو ایک ایک کرکے بلایا اور ہر کسی کے سامنے اپنی پیشکش دہرائی۔ مگر ان میں سے ہر ایک نے ایک ہی جواب دیا کہ ہم اسلام کو چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔

بادشاہ نے اپنے جرنیلوں کو بتایا کہ ہماری تدبیر ناکام ہو چکی ہے۔ اب انہیں گمراہ کرنے کی کیا تدبیر اختیار کی جائے؟

ایک جرنیل نے کہا کہ آپ ایک دیگ میں تیل ڈال کر اس کے نیچے آگ جلا دیجئے۔ جب تیل کھولنے لگ جائے تو ان میں سے ایک کو اوندھے منہ کمر تک ڈال دیجئے۔ ممکن ہے ایک دو کے مرنے کے بعد باقی کے دلوں پر اس دہشت ناک طریقے سے آنے والی موت کا خوف سوار ہو جائے اور وہ اسلام کو چھوڑ دیں۔

چنانچہ دیگ میں تیل بھر کر نیچے آگ جلا دی گئی۔ بادشاہ نے ان ساتوں کو بلا کر ایک صف میں بٹھا دیا۔ ان کے امیر نے جب نظر اٹھائی تو اسے اوپر چھت پر سات حسین لڑکیاں نظر آئیں۔ جنہوں نے زرد رنگ کا خوب صورت لباس پہن رکھا تھا اور ان میں ہر ایک کے ہاتھ میں ایک سبز رومال تھا۔

امیر نے دل میں سوچا کہ اس ملعون بادشاہ نے ہمیں بددین کرنے کے لئے انتظام کیا ہے۔ اوپر اپنی بیٹیاں بٹھادی ہیں اور نیچے یہ عذاب جلا دیا ہے تاکہ ہم اس کھولتی دیگ میں مرنے کے بجائے لڑکیوں کو پانا پسند کریں اور اپنا دین چھوڑ دیں۔ امیر نے دل ہی دل میں دعا کی کہ کاش! میرے ساتھیوں کی نظر ان لڑکیوں پر نہ پڑے تاکہ وہ گمراہ نہ ہو جائیں۔

دیگ میں تیل جوش کھانے لگا، بادشاہ کے حکم سے دو جرنیل کود کر آگے بڑھے اور انہوں نے ان ساتوں میں سے ایک کو اٹھا کر دیگ میں الٹا دیا۔ وہ شخص آخری وقت میں پکار کر کہنے لگا میرے دوستو! تم پر سلامتی ہو، تم گھبرانا نہیں۔ یہ تھوڑی دیر کی تکلیف ہے۔ جب کہ دوزخ کا عذاب دائمی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

جرنیلوں نے اسے کمر تک تیل میں ڈال دیا۔ اس کا یہ آدھا حصہ جل گیا۔ اوپر بیٹھی ہوئی ساتوں لڑکیوں میں سے ایک اڑتی ہوئی آئی اور دیگ میں داخل ہوگئی۔ اس نے سبز رومال میں سے کچھ ڈالا اور آسمان کی طرف اڑ گئی۔ امیر نے جب یہ دیکھا تو دل میں کہنے لگا یہ لڑکیاں تو حورعین ہیں۔ بادشاہ کی بیٹیاں نہیں۔

عیسائیوں نے اس جلے ہوئے شخص کو دیگ سے نکال کر ان باقی چھ کے سامنے ڈال دیا۔ بادشاہ نے کہا اگر تم نے اپنا دین چھوڑ کر عیسائیت قبول نہ کی تو تم سب کو بھی اسی طرح قتل کردوں گا اور اگر تم نے میری بات مان لی تو پھر تمہارے لئے ہر طرح کا اعزاز و اکرام ہوگا۔ وہ کہنے لگے کہ ہمیں جلا کر مار یا تلواروں سے کاٹ! ہم اپنا دین نہیں چھوڑیں گے۔

بادشاہ نے ایک ایک کر کے باقی چھ میں سے پانچ کو اسی دیگ میں جلا کر شہید کر دیا اور ہر ایک کے ساتھ ایک ایک لڑکی دیگ میں داخل ہو کر سبز رومال میں کچھ ڈال کر آسمان پر جاتی رہی۔ اب صرف ایک لڑکی باقی تھی۔

اچانک ایک وزیر آگے بڑھا اور وہ بادشاہ سے کہنے لگا کہ یہ شخص مجھے دے دیجئے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تم اس کے ساتھ کیا کرو گے؟

وزیر نے کہا میں اسے اپنے گھر لے جاؤں گا اور اپنی اس لڑکی کو اس کی خادمہ بناؤں گا۔ جس سے آپ نکاح کرنا چاہتے تھے۔ مگر میں نے آپ کی زیادہ بیویاں ہونے کی وجہ سے انکار کر دیا تھا۔ ممکن ہے وہ اس کے دل کو موہ لے اور یہ اپنا دین چھوڑ کر عیسائی ہو جائے۔ تب میں اپنی لڑکی سے اس کی شادی کر دوں گا اور اپنے مال میں سے اسے حصے دار بنا دوں گا۔ بادشاہ نے کہا لے جاؤ۔ میں نے یہ شخص تمہیں دے دیا ہے۔ جب یہ واقعہ ہوا تو چھت پر بیٹھی ہوئی حور اٹھ کھڑی ہوئی اور خالی ہاتھ آسمان کی طرف پرواز کر گئی۔

یہ دیکھ کر امیر کہنے لگا یہ میری بدقسمتی کی وجہ سے ہوا۔ بادشاہ نے اسے کہا تم میرے اس وزیر کے ساتھ چلے جاؤ۔ امیر نے کہا میں صرف اس شرط پر اس کے ساتھ جاؤں گا کہ میں اس کے گھر میں مسجد بناؤں گا جہاں بلند آواز سے پانچ وقت اذان دوں گا۔ شراب نہیں پیوں گا اور خنزیر نہیں کھاؤں گا۔

بادشاہ نے وزیر سے پوچھا کہ اب کیا خیال ہے؟ وزیر نے کہا اس کی ساری شرطیں منظور ہیں۔

اب وہ مسلمان قیدی وزیر کے گھر آ گیا اور داخل ہوتے ہی مسجد بنانے میں لگ گیا۔ وزیر نے اپنی بیٹی سے کہا میں نے عربوں میں اس سے زیادہ بہادر اور خوب صورت کوئی اور شخص نہیں دیکھا۔ میں اسے بادشاہ کی سزائے موت سے چھڑا کر لایا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر یہ عیسائی ہو جائے تو میں تیری شادی اس کے ساتھ کر دوں اور اسے اپنا آدھا مال دے دوں۔ اب یہ ہمارے گھر میں رہے گا اور رات دن اس کا تمہارے علاوہ کوئی خادم نہیں ہو گا۔

لڑکی نے یہ ذمہ داری قبول کی اور وہ ہر دن زرق برق لباس اور طرح طرح کے زیور پہن کر آتی اور اس شخص کے سامنے اپنے جسم کی نمائش کرتی، مگر اس بندہ خدا نے کوئی توجہ نہ کی اور نہ کبھی اس لڑکی کو کوئی کام بتایا۔ وہ جو کچھ لے آتی وہ لے لیتا تھا۔

ایک دن عصر کی نماز پڑھ کر وہ مسجد میں بیٹھا تھا کہ وہ لڑکی اسے کہنے لگی کیا تم انسان نہیں ہو؟ کیا تم میں مردانگی نہیں ہے؟ تم اپنا دین چھوڑ کر عیسائی ہو جاؤ۔ میرا باپ ہم دونوں کی شادی کر دے گا اور تجھے مالا مال کر دے گا۔

امیر نے کہا ہلاک ہو جا تو نے میری نماز خراب کر دی۔ مجھے نہ تو تیری ضرورت ہے اور نہ تیرے مال کی۔

وزیر نے تو لڑکی کو اس مرد مؤمن کے پیچھے اس لئے لگایا تھا تا کہ وہ اس کے دل کو موہ لے اس کے دل میں اپنی محبت ڈال دے۔ لڑکی یہ تو نہ کر سکی البتہ اس مرد مؤمن کی شان بے نیازی نے لڑکی کے دل کو موہ لیا اور وہ خود اس کی محبت میں گرفتار ہو گئی۔ وہ کہنے لگی کیا تم مجھ سے شادی نہیں کرو گے؟

امیر نے کہا کیوں؟ تم ناپاک کافرہ ہو۔ امیر نے برجستہ جواب دیا۔ لڑکی کہنے لگی اگر آپ اپنا دین نہیں چھوڑتے تو پھر میں اپنا دین چھوڑ دیتی ہوں۔ آپ مجھے مسلمان کیجئے تا کہ میں آپ سے شادی کر سکوں۔

امیر نے کہا اے لڑکی! یہ کافروں کا ملک ہے۔ یہاں میں تجھ سے شادی نہیں کر سکتا۔ ہاں! اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور ہم یہاں سے بھاگ کر مسلمانوں کے ملک پہنچ گئے تو میں ضرور تجھ سے شادی کر لوں گا اور تیرے

ہوتے ہوئے دوسری شادی نہیں کروں گا اور نہ باندی رکھوں گا۔

لڑکی نے کہا اگر ایسا ہے تو پھر دس دن بعد عیسائیوں کا تہوار ہے۔ اس میں بادشاہ سمیت سب لوگ باہر نکلتے ہیں۔ البتہ بیمار لوگ گھروں میں رہ جاتے ہیں۔ جب تہوار میں دو دن رہ جائیں گے تو میں بیمار بن جاؤں گی۔ چنانچہ میرا باپ مجھے تیرے پاس چھوڑ جائے گا۔ تب ہم دونوں بھاگ نکلیں گے۔ تہوار سے دو دن پہلے وہ لڑکی بیمار بن گئی۔ تہوار کے دن وزیر نے پوچھا کہ بیٹی! تم ہمارے ساتھ نہیں جاؤ گی؟ اس نے کہا نہیں، میں بیمار ہوں۔

وزیر نے کہا کوئی بات نہیں۔ اب تم دونوں اس گھر میں بالکل تنہا رہ جاؤ گے۔ اگر یہ تمہارے ساتھ حرام فعل کرنا چاہے تو تم مت روکنا۔ ممکن ہے اس طرح سے یہ اپنا دین چھوڑ کر عیسائی ہوجائے۔ تب تم دونوں کی شادی کردی جائے گی۔

لڑکی نے کہا ابا حضور! میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ البتہ آپ دو گھوڑے چھوڑ جائیں۔ ممکن ہے کہ اگر میں اسے بدلنے میں کامیاب ہوگئی تو میں اسے لے کر آپ کے پاس تہوار کے سات دنوں میں کسی نے کسی دن پہنچ جاؤں گی۔ تہوار کے دن دوپہر کے وقت لڑکی نے کہا وہ لوگ تہوار کی جگہ پہنچ چکے ہوں گے۔ اب شہر میں کوئی نہیں ہوگا۔ کیا تم مسلمانوں کے ملک کا راستہ جانتے ہو؟ امیر نے کہا ہاں! مجھے راستہ معلوم ہے۔

لڑکی اسلحہ نکالا اور کافی سارے ہیرے جواہرات بھی لے لئے اور خود مردوں کا لباس اور اسلحہ پہن لیا۔ امیر نے بھی اسلحہ زیب تن کیا اور دونوں طرطوس کی طرف بڑھے۔ یہاں سے طرطوس کا فاصلہ تیس منزل کا تھا (یعنی روم سے لے کر طرطوس تک) سفر میں انہیں دوسرا دن تھا اور انہوں نے ابھی صرف تین منزلیں طے کی تھیں کہ انہوں نے دور سے غبار اٹھتا ہوا دیکھا۔

امیر نے لڑکی سے کہا تمہاری نظر زیادہ تیز ہے۔ دیکھو! یہ غبار کیسا ہے؟ وہ کہنے لگی چھ گھڑسوار نظر آرہے ہیں۔ ان کے نیچے اعلیٰ قسم کے گھوڑے ہیں۔ تھوڑے ہی دیر میں وہ چھ گھڑسوال ان دونوں کے پاس پہنچ گئے۔ جب امیر نے انہیں دیکھا تو حیران رہ گیا۔ یہ اس کے چھ شہید ساتھی تھے۔ جنہیں بادشاہ نے جلا کر شہید کیا تھا۔ اس نے انہیں اور انہوں نے اسے پہچانا۔ امیر نے انہیں کہا تمہیں تو بادشاہ روم نے شہید کردیا تھا۔ وہ کہنے لگا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا کہ ہر شہید زندہ ہوتا اور صبح وشام اللہ کی دی ہوئی روزی سے کھاتا پیتا ہے۔ (جامع الفنون)

قارئین کرام! امیر جو چھ ڈاکوؤں کا سردار تھا، اس نے اور اس کے چھ ساتھیوں نے سابقہ گناہوں سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا۔ جب عیسائیوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے تو عیسائیوں نے ان کو اسلام سے ہٹانے کے لئے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے اور نہ ان کو نہ ماننے پر گرم کھولتی ہوئی تیل کی دیگ میں ڈال کر ختم کردیا۔ لیکن امیر کی جان بچ گئی۔ وہ عیسائی وزیر کی لڑکی کے ساتھ مسلمانوں کے ملک طرطوس کی طرف جا رہے تھے تو راستے میں اس کے چھ شہید ساتھی ملے۔ امیر نے حیران ہو کر کہا کہ تم کو بادشاہ روم نے گرم تیل کی دیگ میں ڈال کر جلا دیا تھا۔

اس کے چھ شہید ساتھیوں نے کہا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا کہ ہر شہید زندہ ہوتا ہے، صبح وشام روزی کھاتا ہے۔ یہاں سے ثابت ہو رہا ہے کہ شہید کو گرم تیل کی دیگ میں ڈال کر جلا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے شہید کو اس کے جسد عنصری کے ساتھ زندہ جاوید بنا دیا اور شہداء کی روح کو دوبارہ جسم میں لوٹا دیا گیا۔ وقت کے چھ ڈاکو گناہوں سے توبہ کر کے حق کی خاطر جان دے کر زندہ جاوید بن سکتے ہیں تو نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام صغیر وکبیرہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ ان کے اجسام مبارک قبر میں بے جان کیسے ہوسکتے ہیں؟

۲...... محمود وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ایک کالے رنگ کا مبارک نامی شخص تھا، ہم اسے کہتے تھے کہ اے مبارک! کیا آپ شادی نہیں کرتے؟ تو وہ کہتے تھے نہیں، میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ حورعین سے میری شادی کردے۔

محمود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم جہاد میں نکلے ہوئے تھے کہ دشمنوں نے ہم پر حملہ کر دیا۔ اس میں مبارک شہید ہوگیا۔ ہم نے اسے دیکھا اس کا سر الگ پڑا ہوا تھا اور باقی جسم الگ اور اس کے ہاتھ اس کے سینے کے نیچے تھے۔ ہم اس کے پاس کھڑے ہوئے اور ہم نے کہا اے مبارک! اللہ تعالیٰ نے کتنی حوروں سے آپ کی شادی کرائی ہے؟ انہوں نے اپنا ہاتھ اپنے سینے سے نکالا اور تین انگلیاں بلند کرکے اشارہ کیا۔ یعنی تین حوروں سے شادی ہوئی ہے۔ (روض الریاحین)

۳...... حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب بندے قیامت کے دن حساب کے لئے کھڑے ہوں گے تو کچھ لوگ اپنی تلواریں گردنوں پر اٹھائے ہوئے آئیں گے۔ ان سے خون بہہ رہا ہوگا، وہ جنت کے دروازوں پر چڑھ دوڑیں گے۔ پوچھا جائے گا کہ یہ کون ہیں؟

جواب ملے گا یہ شہداء ہیں جو زندہ تھے اور انہیں روزی ملتی تھی۔ (الطبرانی، مجمع الزوائد)

۴...... حضور اکرم ﷺ احد کے دن حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پر کھڑے ہوئے تھے اور حضرت مصعب رضی اللہ عنہ زمین پر شہید پڑے ہوئے تھے۔ اس دن انہی کے ہاتھ میں حضور اکرم ﷺ کا جھنڈا تھا۔

آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ”من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیه فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا (الاحزاب: ۲۳)“ ایمان والوں میں کچھ مرد ایسے ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھلایا پھر بعض تو ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنا ذمہ پورا کرلیا اور بعض ان میں سے (اللہ کے راستے میں جان قربان کرنے کے لئے) راہ دیکھ رہے ہیں اور وہ ذرہ (برابر) نہیں بدلے۔

بے شک اللہ کے رسول ﷺ تمہارے لئے گواہی دیتے ہیں کہ تم قیامت کے دن اللہ کے سامنے شہداء میں سے ہو۔ پھر آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! تم ان کے پاس آیا کرو، ان کی زیارت کیا کرو ان کو سلام کیا کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے قیامت کے دن تک جو بھی انہیں سلام کہے گا، یہ اسے جواب دیں گے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک مرسلاً)

گویا کہ شہداء کرام کی شہادت کے بعد روح کا تعلق جسد عنصری کے ساتھ دوبارہ جوڑ دیا جاتا ہے۔ اس لئے جو لوگ شہداء کرام کی قبور پر انہیں سلام کریں گے وہ (شہداء کرام) اسے جواب بھی دیتے ہیں۔ زندہ ہیں تو جواب دیتے ہیں۔

۵...... حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، عبدالرحمن بن ابی صعصعہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ حضرت عمرو بن جموع اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما دونوں انصاری صحابی تھے۔ سیلاب کی وجہ سے ان کی قبریں کھولی گئیں تاکہ ان کی جگہ بدلی جاسکے۔ یہ دونوں حضرات ایک قبر میں تھے۔ جب ان کی قبریں کھولی گئیں تو ان کے جسموں میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ گویا کہ انہیں کل دفن کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک کا ہاتھ شہادت کے وقت ان کے زخم پر تھا اور وہ اسی حالت میں دفن کئے گئے تھے۔ دیکھا گیا کہ اب تک ان کا ہاتھ اسی طرح ہے۔ لوگوں نے وہ ہاتھ وہاں سے ہٹایا مگر وہ ہاتھ واپس اسی طرح زخم پر چلا گیا۔ غزوۂ احد کے دن یہ حضرات شہید ہوئے تھے اور قبریں کھودنے کا یہ واقعہ اس کے چھیالیس سال بعد کا ہے۔ (مؤطا امام مالک، سیر اعلام النبلاء)

۶...... قیس بن حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو ان کے کسی رشتے دار نے خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا تم لوگوں نے مجھے ایسی جگہ دفن کر دیا ہے جہاں پانی مجھے تکلیف پہنچاتا ہے۔ میری جگہ یہاں سے تبدیل کرو۔ رشتے داروں نے قبر کھودی تو ان کا جسم نرم و نازک چمڑے کی طرح تھا اور داڑھی کے چند بالوں کے علاوہ جسم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ (مصنف عبدالرزاق)

۷...... حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس بن شماس کا واقعہ بہت مشہور ہے اور یہ واقعہ کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے۔ حضرت ثابت کی بیٹی فرماتی ہیں کہ جب قرآن مجید یہ آیت نازل ہوئی: ''یاایھا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (الحجرات:۲)'' اے اہل ایمان اپنی آوازیں پیغمبر ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کیا کرو۔

تو میرے والد گھر کے دروازے بند کر کے اندر بیٹھ گئے اور رونے لگے۔ جب اللہ کے نبی ﷺ نے انہیں نہ پایا تو بلا کر گھر بیٹھ رہنے کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میری آواز (طبعی طور پر) بلند ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ میرے اعمال ضائع نہ ہو جائیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آپ ان میں سے نہیں بلکہ آپ خیر والی زندگی جئیں گے اور خیر والی موت مریں گے۔

ان کی بیٹی کہتی ہے کہ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی: ''ولاتصعر خدّک للناس ولاتمش فی الارض مرحاً۔ ان اللہ لایحبّ کلّ مختال فخور (لقمان:۱۸)'' اور زمین پر اکڑ کر مت چلو، اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا۔

تو میرے والد نے پھر دروازہ بند کر دیا۔ گھر میں بیٹھ گئے اور روتے رہے۔ حضور اکرم ﷺ نے جب انہیں نہ پایا تو انہیں بلوایا اور وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں خوب صورتی کو بھی پسند کرتا ہوں اور اپنی قوم کی قیادت کو بھی۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آپ ان میں سے نہیں (جن کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے) بلکہ آپ تو بڑی پسندیدہ زندگی گزاریں گے اور شہادت کی موت پا کر جنت میں داخل ہوں گے۔

جنگ یمامہ کے دن جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب پر حملہ کیا تو ابتداء میں مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ اس وقت حضرت ثابت بن قیس اور حضرت سالم رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم لوگ حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں تو اس طرح نہیں لڑتے تھے۔

پھر دونوں حضرات نے اپنے لئے ایک ایک گڑھا کھودا اور اس میں کھڑے ہو کر ڈٹ کر لڑتے رہیں۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ اس دن حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے ایک قیمتی زرہ پہن رکھی تھی۔ ان کی شہادت کے بعد ایک مسلمان نے وہ زرہ اٹھالی۔ اگلے دن ایک مسلمان نے خواب دیکھا کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اسے فرما رہے ہیں میں تمہیں وصیت کر رہا ہوں تم اسے خیال سمجھ کر ضائع نہ کر دینا۔ میں جب کل شہید ہوا تو ایک مسلمان میرے پاس سے گزرا اور اس نے میری زرہ اٹھالی۔ وہ شخص لوگوں میں سب سے دور جگہ پر رہتا ہے اور اس کے خیمے کے پاس ایک گھوڑا رسی میں بندھا ہوا کود رہا ہے اور اس نے میری زرہ کے اوپر ایک بڑی ہانڈی رکھ دی ہے اور اس ہانڈی کے اوپر ایک اور بڑی ہانڈی رکھ دی ہے اور اس ہانڈی کے اوپر اونٹ کا کجاوہ رکھا ہوا ہے۔ تم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے

پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ وہ کسی کو بھجوا کر میری زرہ اس شخص سے لے لیں۔ پھر جب تم مدینہ منورہ جانا تو حضور اکرم ﷺ کے خلیفہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے کہنا کہ میرے ذمے اتنا اتنا قرضہ ہے اور میرے فلاں فلاں غلام آزاد ہیں (پھر اس خواب دیکھنے والے کو فرمایا) اور تم اسے جھوٹا خواب سمجھ کر بھلا مت دینا۔

چنانچہ (صبح) وہ شخص حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان تک پیغام پہنچایا تو انہوں نے آدمی بھیج کر زرہ وصول فرمائی۔ پھر مدینہ پہنچ کر اس شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پورا خواب سنایا تو انہوں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی وصیت کو جاری فرمادیا۔ ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جس نے مرنے کے بعد وصیت کی ہو اور اس کی وصیت کو پورا کیا گیا ہو، سوائے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے۔ (المستدرک)

۸...... علامہ حزولی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو محمد عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ کچھ معتمد لوگوں نے حضرت ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ سے خود سنا ہے۔ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں عبدالرحمن بن ناصر اندلسی کے زمانے میں خندق والے سال جہاد میں نکلا۔ لڑائی میں مسلمانوں کو شکست ہوگئی اور بچ جانے والے مختلف اطراف میں بکھر گئے۔ میں بھی بچ جانے والوں میں شامل تھا۔ میں دن کو چھپ جاتا تھا اور رات کو چلتا تھا۔ ایک رات اچانک میں ایک ایسے لشکر میں پہنچ گیا جس نے پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔ ان کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ آگ جل رہی تھی اور جگہ جگہ قرآن پاک کی تلاوت ہو رہی تھی۔ میں نے شکر ادا کیا کہ مسلمانوں کے لشکر میں پہنچ گیا ہوں۔ چنانچہ میں ان کی طرف چل پڑا۔ اچانک میری ملاقات ایک نوجوان سے ہوئی۔ اس کا گھوڑا قریب بندھا ہوا تھا اور وہ سورۃ بنی اسرائیل کی تلاوت کر رہا تھا۔ میں نے اسے سلام کیا۔ اس نے جواب دے کر کہا کیا آپ بچ جانے والوں میں سے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں!

اس نے کہا آپ بیٹھئے اور آرام کیجئے۔ پھر وہ میرے پاس بے موسم کے انگور دو روٹیاں اور پانی کا پیالہ لے آیا۔ میں نے ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا تھا۔ پھر اس نے کہا کیا آپ سونا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں!

اس نے اپنی ران پر میرا سر رکھا اور میں سو گیا۔ یہاں تک کہ سورج کی شعاعوں نے مجھے جگایا۔ میں نے دیکھا کہ اس میدان میں کوئی بھی نہیں ہے اور میرا سر ایک انسانی ہڈی کے اوپر پڑا ہوا ہے۔ میں سمجھ گیا کہ وہ سب شہداء کرام تھے۔ میں اس دن چھپا رہا۔ جب رات ہوئی تو پھر میں نے دیکھا کہ ایک لشکر وہاں سے گزر رہا ہے اور وہ گزرتے ہوئے مجھے سلام کرتے تھے اور اللہ کا ذکر کرتے ہوئے آگے بڑھ جاتے تھے۔ ان سب کے آخر میں ایک آدمی لنگڑے گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے مجھے سلام کیا تو میں نے کہا اے بھائی! یہ کون لوگ ہیں؟

اس نے کہا یہ شہداء ہیں اور اپنے گھر والوں سے ملنے جارہے ہیں۔ میں نے کہا تمہارا گھوڑا لنگڑا کیوں ہے؟ اس نے کہا اس گھوڑے کی قیمت میں سے میرے ذمہ دو دینار باقی ہیں۔

میں نے کہا اللہ کی قسم! اگر میں مسلمانوں کے ملک پہنچ گیا تو تمہارے یہ دو دینار ادا کردوں گا۔ یہ گھڑسوار گھوڑا چلاتا ہوا لشکر میں شامل ہوگیا۔ پھر وہ واپس لوٹا اور اس نے مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ جب صبح مرغوں کی اذان سنائی دی تو ہم مدینہ سالم (نامی جگہ) پہنچ چکے تھے۔ اس شہر اور اس جگہ جہاں سے میں سوار ہوا تھا کے درمیان دس دن کی مسافت تھی۔ اس شہید نے مجھے کہا تم اس شہر میں چلے جاؤ۔ میں اسی میں رہتا تھا۔ وہاں جا کر تم محمد بن یحییٰ غافقی کے گھر کا پوچھنا۔ اس گھر میں جا کر تم میری بیوی جس کا نام فاطمہ بنت سالم ہے کو میرا سلام کہنا اور اسے یہ پیغام دینا کہ طاقچے میں ایک تھیلی ہے۔ جس میں پانچ سو دینار رکھے ہوئے ہیں۔ تم ان میں سے دو دینار فلاں آدمی کو پہنچادو۔

کیونکہ میرے ذمے گھوڑے کی قیمت میں سے یہ دو دینار باقی ہیں۔ میں شہر میں داخل ہوا اور میں نے اس کے کہنے کے مطابق کیا۔ اس کی بیوی نے وہ تھیلی نکالی، پھر مجھے کھانا کھلایا اور دس دینار دے کر کہا کہ یہ سفر میں آپ کے کام آئیں گے۔ (شرح دیباچہ الرسالہ)

۹...... سعید العجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سمندر میں جہاد کے لئے نکلے۔ ہمارے ساتھ ایک بہت عبادت گزار نوجوان بھی تھا۔ جب سخت لڑائی شروع ہوئی تو وہ بھی لڑتا ہوا شہید ہو گیا اور اس کی گردن کٹ گئی۔ ہم نے دیکھا کہ وہ سر پانی کے اوپر آیا اور ہماری طرف متوجہ ہو کر یہ آیت پڑھنے لگا: ''ومن تکون لہ عاقبۃ الدار انہ لا یفلح الظلمون (القصص: ۳۷)'' اور وہ (جو) آخرت کا گھر (ہے) ہم نے اسے ان لوگوں کے لئے (تیار) کر رکھا ہے جو ملک میں ظلم اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے (اور انجام نیک) تو پرہیزگاروں ہی کا ہے۔ (شوق العروس وانس النفوس)

۱۰...... ابو عمران الجونی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا۔ انہوں نے فرمایا کہ مسلمانوں میں ایک شخص بطال نامی تھا۔ وہ رومیوں کے علاقے میں چلا جاتا اور ان کا حلیہ اپنا لیتا اور اپنے سر پر انہی کی ٹوپی پہن کر انجیل گلے میں لٹکا لیتا تھا۔ پھر اگر اسے دس سے پچاس تک رومی کہیں مل جاتے تو انہیں قتل کر دیتا تھا اور اگر اس سے زیادہ ہوتے تو انہیں کچھ نہیں کہتا تھا۔ چونکہ رومی اسے اپنا پادری سمجھتے تھے۔ اس لئے اسے کچھ نہیں کہتے تھے۔ اس طرح سے سالہا سال تک وہ رومیوں کے اندر گھس کر (یہ خفیہ) کارروائیاں کرتا رہا۔

ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں وہ واپس آیا تو ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بلایا اور فرمایا اے بطال! رومیوں کے ملک میں جو سب سے عجیب واقعہ تمہارے ساتھ پیش آیا ہو؟ وہ سناؤ۔ اس نے کہا حاضر اے امیر المؤمنین! (لیجئے، سنئے) میں ایک بار کسی سبزہ زار سے گزر رہا تھا کہ ایک نیزہ بردار مسلح شہسوار میرے پاس آیا اور اس نے مجھے سلام کیا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ مسلمان ہے۔ میں نے اسے جواب دیا۔

اس نے مجھے کہا کیا آپ بطال کو جانتے ہیں؟ میں نے کہا میں بطال ہوں۔ تمہیں کیا کام ہے؟ اس نے گھوڑے سے اتر کر مجھے گلے لگایا اور میرے ہاتھوں پاؤں چومے اور کہا میں اس لئے آیا ہوں تاکہ زندگی بھر آپ کا خادم بن کر رہوں۔ میں نے اسے دعا دی اور ساتھ لے لیا۔ ایک بار ہم جا رہے تھے کہ رومیوں نے ہمیں دور ایک قلعے سے دیکھ لیا۔ وہاں سے چار مسلح سپاہی گھوڑے دوڑاتے ہوئے ہماری طرف بڑھے۔

اس نوجوان نے کہا اے بطال مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان کا مقابلہ کروں۔ میں نے اجازت دے دی۔ وہ ان کے مقابلے پر نکلا اور تھوڑی دیر کے مقابلے کے بعد شہید ہو گیا۔ وہ چاروں میری طرف حملہ کرنے کے لئے بڑھے اور کہنے لگے تم خود کو بچاؤ اور جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ چھوڑ جاؤ۔

میں نے کہا میرے پاس تو یہی ٹوپی اور انجیل ہے۔ اگر تم مجھ سے لڑنا چاہتے ہو تو مجھے مہلت دو تاکہ میں اپنے ساتھی کا اسلحہ پہن لوں اور اس کے گھوڑے پر سوار ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے تمہیں اجازت ہے۔ میں جب تیار ہو گیا تو وہ پھر آگے بڑھے۔ میں نے کہا یہ کیسا انصاف ہے کہ چاروں مل کر ایک پر حملہ کر رہے ہو تم بھی ایک ایک کر کے میرا مقابلہ کرو۔

انہوں نے کہا ٹھیک کہتے ہو۔ چنانچہ وہ ایک ایک کر کے میرے مقابلے پر آتے رہے۔ میں نے تین کو تو مار گرایا۔ مگر چوتھے کے ساتھ مقابلہ سخت رہا۔ لڑتے لڑتے ہمارے نیزے، تلواریں اور ڈھالیں ٹوٹ گئیں۔ پھر

دونوں میں کشتی شروع ہوگئی۔ مگر کوئی غالب نہ آسکا۔ میں نے اسے کہا اے رومی! میری نماز قضا ہورہی ہے اور تمہاری عبادت بھی چھوٹ رہی ہوگی تو کیوں نہ ہم اپنی اپنی عبادات کو ادا کریں، رات کو آرام کریں اور کل صبح پھر مقابلہ کریں۔ اس نے کہا یہ ٹھیک ہے وہ خود ایک پادری تھا، ہم نے ایک دوسرے کو چھوڑ دیا۔ میں نے اپنی نمازیں پڑھیں اور وہ کافر بھی کچھ کرتا رہا۔ سوتے وقت اس نے کہا تم عرب لوگ دھوکے باز ہوتے ہو۔ پھر اس نے دو گھنٹیاں نکالیں ایک اپنے کان پر اور ایک میرے کان پر باندھ دی اور کہا تم اپنا سر میرے اوپر اور میں اپنا سر تمہارے اوپر رکھوں گا۔ ہم میں سے جو بھی حرکت کرے گا۔ اس کی گھنٹی بجے گی تو دوسرا متنبہ ہو جائے گا۔

میں نے کہا ٹھیک ہے، صبح میں نے نماز پڑھی اور وہ کافر کچھ کرتا رہا۔ پھر ہم کشتی میں مشغول ہوگئے۔ میں نے اسے پچھاڑ دیا اور اس کے سینے پر بیٹھ کر اسے ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے کہا اس بار مجھے چھوڑ دو تاکہ ہم پھر مقابلہ کریں۔ میں نے اسے چھوڑ دیا، جب دوبارہ مقابلہ شروع ہوا تو میرا پاؤں پھسل گیا۔ وہ مجھے گرا کر میرے سینے پر بیٹھ گیا اور اس نے خنجر نکال لیا۔ میں نے کہا میں تمہیں ایک بار موقع دے چکا ہوں۔ کیا تم مجھے موقع نہیں دو گے؟ اس نے کہا ٹھیک ہے اور مجھے چھوڑ دیا۔ تیسری بار کی لڑائی میں اس نے مجھے پھر گرا دیا اور میرے کہنے پر مجھے چھوڑ دیا۔ جب چوتھی بار اس نے مجھ کو گرایا تو کہنے لگا میں تمہیں پہچان چکا ہوں کہ تم بطال ہو۔ اب میں تمہیں لازماً ذبح کروں گا اور زمین کو تجھ سے راحت دوں گا۔ میں نے کہا کہ اگر میرے اللہ نے مجھے بچانا چاہا تو تم نہیں مار سکو گے۔

اس نے کہا تم اپنے رب کو بلاؤ کہ وہ تمہیں مجھ سے بچائے۔ یہ کہہ کر اس نے خنجر بلند کیا تاکہ میری گردن پر وار کرے۔ اے امیر المؤمنین! اسی وقت میرا شہید ساتھی اٹھا اور اس نے تلوار مار کر اس رومی کا سر اڑا دیا اور اس نے یہ آیت پڑھی: ''ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء (آل عمران: ۱۶۹)'' تم شہیدوں کو مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں۔

پھر وہ دوبارہ گر گیا۔ یہ وہ عجیب ترین واقعہ ہے جو میں نے اپنی زندگی میں دیکھا ہے۔ (روضۃ العلماء)

یہ ہے شہداء کرام کی وہ زندگی جو شہادت کے بعد ملتی ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے لفظ بل احیاء میں فرمایا ہے۔ جب شہداء کا یہ مقام ہے تو نبی کریم ﷺ کی حیات بعد الوفات کتنی اعلیٰ ہے۔ ''ولکن لا تشعرون'' لیکن تم کو (شہادت کے بعد ملنے والی زندگی کی) کوئی خبر نہیں۔

اتنا تو ثابت ہو رہا ہے کہ شہید کو شہادت کے بعد جو زندگی ملتی ہے وہ جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں۔ لیکن ہم کو وہ زندگی محسوس نہیں ہوتی۔ ہمارا تو ایمان وعقیدہ اللہ تعالیٰ کے فرمان پر ہے کہ شہید جس طرح شہادت سے پہلے زندہ تھا۔ شہادت کے بعد بھی اسی جسم کے ساتھ زندہ ہے۔ ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون (البقرۃ)''

جس طرح ہمارا ایمان ہے اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔ لیکن ہم نے خدا کو دیکھا نہیں، جس طرح ہمارا ایمان ہے کہ دوزخ وجنت موجود ہے لیکن دیکھی نہیں۔ جس طرح ہمارا ایمان ہے فرشتے موجود ہیں لیکن ہم نے فرشتوں کو دیکھا تک نہیں۔ جس طرح ہمارا ایمان ہے کہ شہداء کرام شہادت کے بعد اپنے اجسام مع روح کے زندہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہمارا ایمان وعقیدہ اور تمام اکابرین علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے جسد مبارک مع روح مبارک کے ساتھ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں جسم اور روح کے ساتھ زندہ ہیں۔

۱۱...... حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص جو حضور اکرم ﷺ کی حفاظت کیا کرتے تھے، احد کے دن ان کو کسی نے بتایا کہ حضور اکرم ﷺ شہید ہو چکے ہیں تو انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ نے دین پہنچا دیا۔

چنانچہ اب تم سب (مسلمان) ان کے دین کے لئے جہاد کرو۔ پھر وہ تین بار اٹھے اور ہر بار موت کے منہ تک پہنچے اور بالآخر تیسرے حملے میں شہید ہو گئے۔ جب ان کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی اور اپنے (شہداء) ساتھی بھی ملے تو وہاں کی نعمتیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے۔

اے ہمارے پروردگار! کیا کوئی قاصد نہیں ہے جو حضور ﷺ کو ہماری یہ حالت بتا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارا قاصد ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس جا کر یہ آیات سنائیں ''ولا تحسبن'' سے آخر تک۔ (اخرجہ المنذری فی تفسیرہ)

۱۲...... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک دن مجھے دیکھا تو فرمایا: اے جابر رضی اللہ عنہ کیا بات ہے؟ تم فکر مند نظر آ رہے ہو۔ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور اپنے اوپر قرضہ اور اہل وعیال چھوڑ گئے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی سے بات کی تو پردے کے پیچھے سے کی۔ لیکن تمہارے والد سے آمنے سامنے بات فرمائی اور کہا مجھ سے جو مانگو میں دوں گا۔

تمہارے والد نے کہا مجھے دنیا میں واپس بھیج دیجئے تا کہ دوبارہ شہید ہو سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میری طرف سے پہلے ہی یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ کسی کو واپس نہیں جانا۔ تمہارے والد نے کہا اے میرے پروردگار پیچھے والوں کو ہماری حالت کی اطلاع دے دیجئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں ''ولا تحسبن'' سے آخر تک۔ (ترمذی، ابن ماجہ، المستدرک)

(۱) علامہ قرطبی اور اکثر علماء کرام فرماتے ہیں کہ شہداء کی حیات یقینی چیز ہے اور بلاشبہ وہ جنت میں زندہ ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے اور ان کی موت بھی ہو چکی ہے اور ان کے جسم مٹی میں ہیں (یعنی قبروں میں) اور ان کی روحیں دوسرے ایمان والوں کی ارواح کی طرح زندہ ہیں۔ البتہ شہداء کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ ان کے لئے شہادت کے وقت سے جنت کی روزی جاری کر دی جاتی ہے تو گویا کہ ان کے لئے ان کی دنیوی زندگی جاری ہے اور وہ ختم نہیں ہوئی۔

(۲) علماء کی ایک جماعت کا فرمانا ہے کہ قبروں میں شہداء کرام کی ارواح ان کے جسموں میں لوٹا دی جاتی ہیں اور وہ عیش وآرام کے مزے کرتے ہیں جیسا کہ کافروں کو ان کی قبروں میں زندہ کر کے عذاب دیا جاتا ہے۔

(۳) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شہداء کو جنت کے پھل کھلائے جاتے ہیں۔ یعنی جنت سے باہر رہ کر جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں۔

(۴) کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ان کی روحیں سبز پرندوں میں ڈال دی جاتی ہیں اور وہ جنت میں رہتے ہیں اور وہ کھاتے پیتے اور عیش کرتے ہیں۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح قول قرار دیا ہے۔

(۵) ایک قول یہ ہے کہ ان کی روحیں عرش کے نیچے قیامت تک رکوع سجدے میں مشغول رہتی ہیں جیسا کہ ان زندہ مسلمانوں کی روحیں جو باوضو سوتے ہیں۔

(۶) ایک قول یہ ہے کہ ان کے جسم قبر میں خراب نہیں ہوتے اور انہیں زمین نہیں کھاتی۔ یہی ان کی زندگی ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ (علامہ ابن النحاس) فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک (واللہ اعلم) شہداء کی حیات کا مطلب یہ ہے کہ شہداء کو ایک طرح کی جسمانی زندگی بھی حاصل ہوتی ہے۔ جو دوسرے مردوں کی زندگی سے زیادہ ممتاز ہوتی ہے اور ان کی ارواح کو بھی اللہ کے ہاں مختلف مقامات حاصل ہوتے ہیں۔ یعنی ان کی روحوں کا تعلق ان کے جسموں سے بھی رہتا ہے اور ان کی ارواح کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مختلف مقامات ملتے ہیں۔ ان میں سے بعض کی ارواح سبز پرندوں میں ہوتی ہیں اور وہ جنت میں کھاتے پیتے ہیں اور عرش کے سائے میں بنی ہوئی قندیلوں میں بیٹھتے ہیں اور ان میں سے کچھ جنت کے دروازے کے پاس دریا کے کنارے والے محل میں ہوتے ہیں اور جنت سے صبح وشام ان کی روزی آتی ہے اور کچھ ان میں سے فرشتوں کے ساتھ جنت میں اور آسمانوں میں اڑتے پھرتے ہیں۔ (فضائل جہاد کامل)

نبی پاک ﷺ کی قبر شریف میں جسمانی حیات

دلیل نمبر ۱: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''من صلی عند قبری سمعته و من صلی علیَّ نائیاً ابلغته''

جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھے، میں اسے خود سنوں گا اور جو شخص مجھ پر دور سے درود شریف پڑھے، وہ مجھے پہنچایا جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۸۷)

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''قول بدیع'' میں متعدد روایات سے یہ مضمون نقل کیا ہے کہ جو شخص دور سے درود بھیجے، فرشتہ اس پر متعین ہے کہ حضور ﷺ تک پہنچائے اور جو شخص قریب سے پڑھتا ہے حضور اکرم ﷺ اس کو خود سنتے ہیں۔

☆...... علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''قول بدیع'' میں سلیمان بن سحیم سے نقل کیا ہے کہ میں نے خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ لوگ جو حاضر ہوتے ہیں اور آپ ﷺ پر سلام کرتے ہیں، آپ ﷺ اس کو سمجھتے ہیں؟

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں! سمجھتا ہوں اور ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔

☆...... ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حج سے فراغ پر مدینہ منورہ حاضر ہوا اور میں نے قبر شریف کے پاس جا کر سلام عرض کیا تو میں نے حجرہ شریف کے اندر سے وعلیک السلام کی آواز سنی۔

☆...... علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''قول بدیع'' میں لکھا ہے کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کے بدن اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی اور اس پر اجماع ہے۔ (قول بدیع)

☆...... محمد بن سعید بن مطرف رحمۃ اللہ علیہ جو نیک لوگوں میں سے ایک بزرگ تھے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنا یہ معمول بنا رکھا تھا کہ رات کو سونے کے واسطے لیٹتا تو ایک مقدار معین درود شریف کی پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات کو میں نے بالاخانہ پر اپنا معمول پورا کر کے سو گیا تو حضور اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ میں نے دیکھا حضور اکرم ﷺ بالاخانہ کے دروازہ سے اندر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ لاؤ اس منہ کو لاؤ جس سے تو کثرت سے مجھ پر درود پڑھتا ہے، میں اس کو چوموں گا۔ مجھے اس سے شرم آئی کہ میں دہن مبارک کی طرف منہ کروں تو میں نے ادھر سے اپنا منہ کو پھیر لیا تو حضور اکرم ﷺ نے میرے رخسار پر پیار کیا۔ میری گھبرا کر آنکھ کھل گئی۔ میری گھبراہٹ سے میری بیوی جو میرے پاس پڑی ہوئی تھی۔ اس کی بھی ایک دم آنکھ کھل گئی تو سارا بالاخانہ مشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا اور مشک کی خوشبو میرے رخسار میں سے آٹھ دن تک آتی رہی۔ (قول بدیع)

☆...... محمد بن مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں بغداد گیا تا کہ قاری ابوبکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کچھ پڑھوں۔ ہم لوگوں کی ایک جماعت ان کی خدمت میں حاضر تھی اور قرأت ہو رہی تھی۔ اتنے میں ایک بڑے میاں ان کی مجلس میں آئے۔ جس کے سر پر بہت ہی پرانا عمامہ تھا۔ ایک پرانا کرتہ تھا۔ ایک پرانی چادر تھی۔ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنی جگہ بٹھایا اور ان سے ان کے گھر والوں کی اہل وعیال کی خیریت پوچھی۔ ان بڑے میاں نے کہا رات میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ گھر والوں نے مجھ سے گھی اور شہد کی فرمائش کی۔

شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ان کا حال سن بہت ہی رنجیدہ ہوا اور اسی رنج وغم کی حالت میں میری آنکھ لگ گئی تو میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اتنا رنج کیوں ہے؟ علی بن عیسیٰ وزیر کے پاس جا اور اس کو میری طرف سے سلام کہنا اور یہ علامت بتانا کہ تو ہر جمعہ کی رات کو اس وقت تک نہیں سوتا جب تک مجھ پر ایک ہزار مرتبہ درود نہ پڑھ لے اور اس جمعہ کی رات میں تو نے سات سو مرتبہ پڑھا تھا کہ تیرے پاس بادشاہ کا آدمی بلانے آ گیا تو وہاں چلا گیا اور وہاں سے آنے کے بعد تو نے اس مقدار کو پورا کیا۔ یہ علامت بتانے کے بعد اس سے کہنا کہ اس نومولود کے والد کو سو دینار دے دے تا کہ یہ اپنی ضروریات میں خرچ کر لے۔

قاری ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور ان بڑے میاں نومولود کے والد کو ساتھ لیا اور دونوں وزیر کے پاس پہنچے۔

قاری ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے وزیر سے کہا ان بڑے میاں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ وزیر کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنی جگہ بٹھایا اور ان سے قصہ پوچھا۔ شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے سارا قصہ سنایا۔ جس سے وزیر کو بہت ہی خوشی ہوئی اور اپنے غلام کو حکم کیا کہ ایک توڑا نکال کر لائے (توڑا ہمیانی تھیلی جس میں دس ہزار کی مقدار ہوتی ہے) اس میں سے سو دینار اس نومولود کے والد کو دیئے۔ اس کے بعد سو اور نکالے تا کہ شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کو دے۔ شیخ نے لینے سے انکار کیا۔ وزیر نے اصرار کیا کہ ان کو لے لیجئے۔ اس لئے کہ یہ بشارت کی وجہ سے ہے جو آپ نے مجھے اس واقعہ کے متعلق سنائی۔ اس لئے کہ یہ واقعہ یعنی ایک ہزار درود شریف والا ایک راز ہے، جس کو میرے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر سو دینار اور نکالے اور یہ کہا کہ یہ اس خوشخبری کے بدلے میں ہیں کہ تم نے مجھے اس کی بشارت دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے درود شریف پڑھنے کی اطلاع ہے۔

پھر سو اشرفیاں اور نکالیں اور یہ کہا کہ یہ اس مشقت کے بدلے میں ہے جو تم کو یہاں آنے میں ہوئی اور اسی طرح سو سو دینار نکالتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک ہزار دینار نکال لئے۔ مگر انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم اس مقدار یعنی سو دینار سے زیادہ نہیں لیں گے جن کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔ (قول بدیع)

☆...... علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ احمد بن ارسلان رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ایک معتمد نے کہا کہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ کتاب ''قول بدیع فی الصلوٰۃ علی حبیب الشفیع'' جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہی کے بیان میں علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تالیف ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خدمت میں پیش کی گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا۔ (قول بدیع)

☆...... حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں (یعنی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ) ایک دفعہ باہر جا رہا تھا۔ میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ جب وہ قدم اٹھاتا ہے یا رکھتا ہے تو یوں کہتا ہے: ''اللھم صل علی محمد و علی اٰل محمد'' میں نے اس سے پوچھا کیا کسی علمی دلیل سے تیرا یہ عمل ہے؟ (یا محض اپنی رائے سے) اس نے پوچھا تم کون ہو؟

میں نے کہا: سفیان ثوری۔

اس نے کہا: کیا عراق والے سفیان؟

میں نے کہا: ہاں!

کہنے لگا: تجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے؟

میں نے کہا: ہاں۔

اس نے پوچھا: کس طرح معرفت حاصل ہے؟

میں نے کہا: رات سے دن نکالتا ہے، دن سے رات نکالتا ہے۔ ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت پیدا کرتا ہے۔

اس نے کہا: کچھ نہیں پہچانا۔

میں نے کہا: پھر تو کس طرح پہچانتا ہے۔

اس نے کا: کسی کام کا پختہ ارادہ کرتا ہوں، اس کو فسخ کرنا پڑتا ہے۔ کسی کام کو کرنے کی ٹھان لیتا ہوں مگر نہیں کر سکتا۔ اس سے میں نے پہچان لیا کہ کوئی دوسری ہستی ہے جو میرے کاموں کو انجام دیتی ہے۔

میں نے پوچھا: یہ تیرا درود (شریف) کیا چیز ہے؟

اس نے کہا: میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا۔ میری ماں وہی رہ گئی (یعنی مرگئی) اس کا منہ کالا ہو گیا اور اس کا پیٹ پھول گیا۔ جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ بہت بڑا سخت گناہ ہوا ہے اس سے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا۔ اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا، جس سے وہ بالکل روشن ہوگیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل جاتا رہا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو آپ نے دور کیا؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمدﷺ ہوں۔ (نزہۃ)

☆...... شیخ ابوالخیر اقطع فرماتے ہیں میں مدینہ منورہ میں آیا۔ پانچ دن وہاں قیام کیا۔ کچھ مجھ کو ذوق ولطف حاصل نہ ہوا۔ میں قبر شریف کے پاس حاضر ہوا اور حضرت رسول خداﷺ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو سلام کیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسولﷺ آج میں آپﷺ کا مہمان ہوں۔

پھر وہاں سے ہٹ کر منبر کے پیچھے سو رہا۔ خواب میں حضور اکرمﷺ کو دیکھا۔ حضرت ابوبکرؓ آپﷺ کی داہنی طرف اور حضرت عمرؓ آپﷺ کی بائیں جانب تھے اور حضرت علیؓ آپﷺ کے آگے تھے۔ حضرت علیؓ نے مجھ کو ہلایا اور فرمایا کہ اٹھ حضور اکرمﷺ تشریف لائے ہیں۔ میں (خواب میں ہی) اٹھا اور حضرتﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان چوما۔ حضور اکرمﷺ نے ایک روٹی مجھ کو عنایت فرمائی۔ میں نے آدھی کھائی اور جاگا تو آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔ (قول بدیع)

☆...... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ میرے والد (شاہ عبدالرحیم) نے مجھے بتایا کہ وہ ایک دفعہ بیمار ہوئے تو خواب میں نبی کریمﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا میرے بیٹے! کیسی طبیعت ہے؟ اس کے بعد شفا کی بشارت عطاء فرمائی اور اپنی داڑھی مبارک میں سے دو بال مرحمت فرمائے۔ مجھے اسی وقت صحت ہوگئی اور جب میری آنکھ کھلی تو وہ دونوں بال میرے ہاتھ میں تھے۔ (حرز ثمین ص ۱۵)

☆...... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ لکھتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے ارشاد فرمایا کہ وہ رمضان المبارک میں سفر کر رہے تھے۔ نہایت شدید گرمی تھی۔ جس کی وجہ سے بہت ہی مشقت اٹھانی پڑی۔ اسی حالت میں مجھے اونگھ آ گئی تو نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ نے نہایت ہی لذیذ کھانا جس میں چاول، میٹھا، زعفران اور گھی خوب تھا (نہایت لذیذ زردہ) مرحمت فرمایا۔ جس کو خوب سیر ہو کر کھایا۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے پانی مرحمت فرمایا۔ جس کو خوب سیر ہو کر پیا۔ جس سے بھوک پیاس سب جاتی رہی اور جب آنکھ کھلی تو میرے ہاتھوں میں سے زعفران کی خوشبو آ رہی تھی۔ (حرز ثمین ص ۱۹)

☆...... مولانا جامی ؒ قصیدہ بردہ کہنے کے بعد جب ایک مرتبہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو ان کا ارادہ یہ تھا کہ روضہ اقدس کے پاس کھڑے ہو کر اس نظم کو پڑھیں گے۔ جب حج کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری کا ارادہ کیا تو امیر مکہ نے خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ حضور اکرم ﷺ نے خواب میں ان کو یہ ارشاد فرمایا کہ اس (جامی ؒ) کو مدینہ نہ آنے دیں۔ امیر مکہ نے ممانعت کر دی۔ مگر ان پر جذب وشوق اس قدر غالب تھا کہ یہ چھپ کر مدینہ منورہ کی طرف چل دیئے۔ امیر مکہ نے دوبارہ خواب دیکھا، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وہ (جامی ؒ) آ رہا ہے۔ اس کو یہاں نہ آنے دو۔

امیر مکہ نے آدمی دوڑائے اور ان کو راستہ سے پکڑوا کر بلایا، ان پر سختی کی اور جیل خانہ میں ڈال دیا۔ اس پر امیر مکہ کو تیسری مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ کوئی مجرم نہیں بلکہ اس نے کچھ اشعار کہے ہیں، جن کو یہاں آ کر میری قبر پر کھڑے ہو کر پڑھنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو قبر سے مصافحہ کے لئے ہاتھ نکلے گا، جس سے فتنہ ہوگا۔ اس پر ان کو جیل سے نکالا اور بہت اعزاز واکرام کیا گیا۔ (فضائل درود شریف ص ۱۱۱)

☆...... سید احمد رفاعی ؒ مشہور بزرگ، اکابر صوفیاء میں سے ہیں۔ ان کا قصہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ھ وہ زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور قبر اطہر کے قریب کھڑے ہو کر دو شعر پڑھے تو دست مبارک باہر نکلا اور انہوں نے اس کو چوما۔ (حاوی للسیوطی)

دلیل نمبر ۲: ''عن ابن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (جامع الصغیر ص ۱۰۳، حیات الانبیاء للبیہقی ص ۳ مصری)

دلیل نمبر ۳: ''قال ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجسام الانبیاء فاخبر انہ یسمع الصلوٰۃ من القریب ویبلغ ذالک من البعید'' فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارک کو کھائے۔ پس آپ ﷺ قریب سے درود شریف سنتے ہیں اور دور سے پہنچایا جاتا ہے۔

(رسائل ابن تیمیہ الکلام فی المناسک ج ۱۶ ص ۳۹۱)

دلیل نمبر ۴: ''ان رسول اللہ ﷺ قال مررت علی موسی لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا اور وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۹۸، نسائی ج ۱ ص ۱۸۵)

دلیل نمبر ۵: ''کیف تعرض صلوتنا علیک وقد ارمت فقال ان اللہ حرم علی الارض اجساد

الانبیاء'' کیسے پیش کیا جائے گا ہمارا درود آپ ﷺ پر جب کہ آپ ﷺ قبر میں گل چکے ہوں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارک کو کھائے۔

(سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۵۰، ۲۱۴، نسائی ج ۱ ص ۱۵۴، ابن ماجہ ص ۷۷، احمد کمانی ابن کثیر ج ۳ ص ۵۱۴)

دلیل نمبر ۶: ''قال النبی ﷺ لاتخیرونی علی موسی فان الناس یصعقون یوم القیامۃ فاصعق معھم فاکون اوّل من یفیق فاذا موسی باطش جانب العرش فلاادری کان فیمن صعق فافاق قبلی او کان ممن استثنی اللہ'' نبی پاک ﷺ نے فرمایا مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دو۔ بے شک قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا۔ پس میں پہلا (شخص) ہوں گا، جو کھڑا ہو گا۔ پس میں دیکھوں کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کے پائے کو پکڑے ہوئے ہوں گے۔ میں نہیں جانتا وہ ان میں سے تھے جو بے ہوش ہوئے، پھر ہوش میں آئے مجھ سے پہلے یا ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ قرار دیا۔ (بخاری ج ۱ ص ۳۲۵، ۴۸۱)

جسمانی حیات النبی ﷺ پر اجماع امت

دلیل نمبر ۱: ''نحن نؤمن ونصدق بانہ ﷺ حی یرزق فی قبرہ وان جسدہ الشریف لاتأکلہ الارض والاجماع علی ھذا'' ہم ایمان لاتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ بے شک نبی کریم ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں، رزق کھاتے ہیں اور زمین آپ ﷺ کے جسد اطہر کو نہیں کھاتی اور اس پر اجماع ہے۔ (قول بدیع ص ۱۲۵)

دلیل نمبر ۲: ''الاجماع علی انہ ﷺ حیٌ فی قبرہ علی الدوام'' اس پر اجماع ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ اپنی قبر میں ہمیشہ زندہ ہیں۔ (دلیل الفالحین شرح ریاض الصالحین للعلامہ محمد بن علان الشافعی الاشعری المکی ج ۴ ص ۱۹۲)

دلیل نمبر ۳: حیات متفق علیہ است کس را دروے خلاف نیست۔ حضور ﷺ کی حیات ایک متفق علیہ اجماعی مسئلہ ہے، کسی کا (اہل حق میں سے) اختلاف نہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۶۱۳)

دلیل نمبر ۴: زندہ ہیں انبیاء قبروں میں یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔ کسی کو اس میں مخالفت نہیں کہ ان کی وہاں حقیقی جسمانی (زندگی) دنیا کی سی ہے۔ (مظاہر حق ج ۱ ص ۴۴۵)

دلیل نمبر ۵: قبر کے پاس انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۱۰۰)

جسمانی حیات النبی ﷺ پر احناف کے عقائد

دلیل نمبر ۱: ''المعتقد المعتمد انہ ﷺ حی فی قبرہ کسائر الانبیاء فی قبورھم وھم احیاء عند ربھم وان لارواحھم تعلقا بالعالم العلوی والسفلی کما کانوا فی حال الدنیوی'' عقیدہ جس پر پورا اعتماد ہے وہ یہی ہے کہ حضور ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی ارواح قدسیہ کو عالم علوی اور عالم سفلی کے ساتھ ایک تعلق بھی ہوتا ہے اور ایسا ہی تعلق انہیں اس دنیا میں بھی ہوتا تھا۔ (شرح شفا ملا علی قاری ج ۲ ص ۱۴۲)

دلیل نمبر ۲: ''ان الانبیاء احیاء فی قبورھم فیمکن لھم سماع صلاۃ من صلی علیھم'' بے شک انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ سن سکتے ہیں اس شخص کو جو ان پر درود پڑھے۔

(مرقاۃ ج ۲ ص ۲۰۹)

دلیل نمبر ۳: ''ان الانبیاء احیاء فی قبورھم'' بے شک انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔
(شامی باب المغنم وقسمۃ بعد قسمۃ الخمس ج ۳ ص ۳۶۶، رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۲۰۳، الرحیق المختوم)

دلیل نمبر ۴: ''انھم لا یموتون فی قبورھم بل ھم احیاء و اما سائر الخلق فانھم یموتون فی القبور ثم یحیون یوم القیامۃ و مذھب اھل السنۃ و الجماعۃ ان فی القبر حیاۃ و موتا فلابد من ذوق الموتتین لکل احد غیر الانبیاء'' بے شک وہ نہیں مرتے اپنی قبروں میں بلکہ وہ زندہ ہیں اور بہر حال دوسری ساری مخلوق قبروں میں مرجاتی ہے۔ پھر قیامت کے دن زندہ کیا جائے گا۔ مذہب اہلسنت والجماعت یہ ہے کہ بے شک قبر میں زندگی اور موت بھی ہے۔ دو موتیں ہر ایک کے لئے ضروری ہیں سوائے انبیاء علیہم السلام کے۔ (عینی علی البخاری ج ۷ ص ۶۰۰)

دلیل نمبر ۵: ''ولما ھو مقدر عندالمحققین انہ ﷺ یرزق متمتع بجمیع الملاذ و العبادات غیر انہ احجب عن العباد القاصدین عن شریف المقامات'' محققین کے نزدیک یہ طے شدہ ہے کہ حضور ﷺ زندہ ہیں اور آپ ﷺ کو رزق بھی ملتا ہے اور عبادات سے آپ ﷺ لذت بھی اٹھاتے ہیں۔ ہاں! اتنی بات ہے کہ وہ ان نگاہوں سے پردے میں ہیں جو ان مقامات تک پہنچنے سے قاصر رہتی ہیں۔ (نور الایضاح ص ۱۷۳)

دلیل نمبر ۶: ''فانہ یسمعھا ای اذا کانت بالقرب من صلی اللہ علیہ وسلم وتبلیغ الیہ ای یبلغھا الملک اذا کان المصلی بصیرا'' آپ ﷺ صلوٰۃ سلام کو اس وقت خود سنتے ہیں جب قریب سے عرض کیا جارہا ہو اور فرشتے اس وقت پہنچاتے ہیں جب یہ دور سے پڑھا جارہا ہو۔ (طحطاوی ص ۴۰۵ مصری)

جسمانی حیات النبی ﷺ پر شافعیہ، حنابلہ اور مالکیہ کے عقائد

دلیل نمبر ۱: ''عندنا رسول اللہ ﷺ حی یحس ویعلم وتعرض علیہ اعمال الامۃ ویبلغ الصلوۃ والسلام'' ہمارے (شافعیہ) نزدیک حضور ﷺ زندہ ہیں اور آپ میں احساس وشعور موجود ہے۔ آپ ﷺ پر اعمال امت بھی پیش ہوتے ہیں اور صلوٰۃ وسلام بھی آپ ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے۔ (طبقات شافعیہ ج ۲۲ ص ۲۸۲)

دلیل نمبر ۲: ''ان حیاتہ ﷺ فی القبر لا یعقبھا موت بل یستمر حیاً والانبیاء احیاء فی قبورھم'' آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک میں زندگی ایسی ہے کہ جس پر موت وارد نہیں ہوگی۔ بلکہ آپ ﷺ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۲۲ مصری)

دلیل نمبر ۳: ''قال ابن عقیل من الحنابلۃ ھو ﷺ حیّ فی قبرہ یصلی'' کہا ابن عقیل نے جو حنابلہ میں سے ہیں کہ نبی پاک ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔ (الروضۃ البہیہ ص ۱۴ وکذا فی الہدائع لابن قیم)

دلیل نمبر ۴: ''قال ان اللہ حرّم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فاخبر انہ یسمع الصلوۃ من القریب ویبلغ ذالک من البعید'' کہا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارک کو کھائے۔ (رسائل ابن تیمیہ الکلام فی مناسک الحج ج ۱۲ ص ۳۹۱)

دلیل نمبر ۵: ''نقل عن الامام مالک انہ کان یکرہ ان یقول رجل زرت قبر النبی ﷺ قال ابن رشد من اتباعہ ان الکراھۃ لغلبۃ الزیارۃ فی الموت وھو ﷺ احیاء اللہ تعالٰی بعد موتہ حیاۃ تامۃ و استمرت تلک الحیاۃ'' منقول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ کہ وہ مکروہ جانتے تھے کہ کوئی شخص کہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی قبر کی

زیات کی۔ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا (جو کہ ان کے اتباع میں سے ہیں) کراہت موت میں زیارت کے غلبہ کی وجہ سے ہے۔ جب کہ زندہ کیا ان (ﷺ) کو اللہ تعالیٰ نے ان کی وفات کے بعد حیات تامہ کے ساتھ اور زندگی دائمی ہے۔
(نور ایمان ص ۱۴، وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۱۳)

جسمانی حیات النبی ﷺ پر اہل حدیث کے عقائد

دلیل نمبر ۱: "روحہ ﷺ لاتفارقہ لما صح ان الانبیاء احیاء فی قبورھم" حضور ﷺ کی روح مبارک اپنے جسد اطہر سے جدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ (تحفۃ الذاکرین شرح حصن حصین للشوکانی)

دلیل نمبر ۲: "ذھب جماعۃ من المحققین الی ان رسول اللہ ﷺ حیٌ بعد وفاتہ" محققین کی ایک جماعت کا یہی فیصلہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی وفات شریفہ کے بعد زندہ ہیں۔ (نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۱۰، ۲۱۱)

دلیل نمبر ۳: "شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوھاب نجدی والذی نعتقد ان رتبۃ نبینا ﷺ اعلیٰ مراتب المخلوقین علی الاطلاق وانہ حیٌ فی قبرہ حیاۃ مستقرۃ ابلغ من حیات الشھداء المنصوص علیھا فی التنزیل اذھو افضل منھم بلاریب وانہ یسمع من یسلم علیہ" ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا مرتبہ تمام مخلوقات سے علی الاطلاق اعلیٰ ہے اور یہ کہ آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں دائمی طور پر زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی یہ حیات شہداء کی حیات سے جو قرآن پاک میں منصوص ہے، بہت بالا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ ان سے بلاریب افضل ہیں اور آپ ﷺ اپنے روضہ اطہر میں سلام عرض کرنے والوں کے سلام کو خود سنتے ہیں۔
(رسالہ شیخ مجدی، اتحاف النبلاء ص ۴۱۵ مصنفہ نواب صدیق حسن خان)

دلیل نمبر ۴: انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو کوئی میری قبر کے پاس آکر درود پڑھتا ہے تو میں سن لیتا ہوں اور جو کوئی دور سے پڑھتا ہے تو فرشتے مجھ کو لا کر پہنچاتے ہیں۔
(لغات الحدیث ج ۱ ص ۴۰ مصنفہ وحید الزمان)

دلیل نمبر ۵: حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ خصوصاً آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جو کوئی عند القبر درود بھیجتا ہے وہ سنتا ہوں اور دور سے پہنچایا جاتا ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ۲ ص ۵۵ ضمیمہ مولوی نذیر حسین دہلوی)

دلیل نمبر ۶: "انھم احیاء فی قبورھم یصلون وقد قال النبی ﷺ من صلّ علیّ عند قبری سمعتہ ومن صلّ علیّ نائیاً ابلغتہ" بے شک وہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص میری قبر کے قریب درود پڑھے گا، وہ میں خود سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے پڑھے گا وہ مجھ تک پہنچ جائے گا۔ (التعلیقات سلفیہ علی سنن النسائی ص ۲۴۷)

(موجودہ دور کے غیر مقلد اور مماتیوں کا ایک ہی عقیدہ ہے اور ایک ہی فرقہ کے دو نام ہیں۔ مماتی ٹولہ اکابرین علمائے دیوبند کے ساتھ اپنی نسبت ظاہر کرتا ہے۔ حالانکہ ان کا اکابر رحمہم اللہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ لوگ مسلک اہل سنت والجماعت اکابرین علمائے دیوبند کو بدنام کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلک حق علمائے دیوبند کی حفاظت فرمائے۔ آمین)

جسمانی حیات النبی ﷺ پر اکابرین علمائے دیوبند کے عقائد

دلیل نمبر ۱: ”ولان النبیین علیہم السلام لما کانوا احیاء فلامعنی لتوریث الاحیاء منھم“ جب کہ انبیاء علیہم السلام سب کے سب زندہ ہیں تو ان کی وراثت چلنے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔

(الکوکب الدری ج ا ص ۴۲۳ تقریر ترمذی مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ)

دلیل نمبر ۲: آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں و نبی اللہ حیّ یرزق اور اللہ کے نبی علیہ السلام زندہ ہوتے ہیں، رزق کھاتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۱۹) اس مضمون حیات کو بھی مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ آب حیات میں بمالا مزید علیہ ثابت کیا ہے۔ (ہدایۃ الشیعہ مصنفہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ)

دلیل نمبر ۳: قبر کے پاس انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ا ص ۹۹ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ)

دلیل نمبر ۴: ”ان نبی اللہ ﷺ حیّ فی قبرہ کما ان الانبیاء علیہم السلام احیاء فی قبورھم و لا فرق بین ان یکون فوق الارض او تحت حجابھا“ بے شک نبی پاک ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ جیسا کہ انبیاء کرام علیہم السلام ہیں اپنی قبروں میں اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ زمین سے اوپر ہوں یا نیچے حجاب میں۔

(بذل المجہود ج ۲ ص ۱۱۷ مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ)

دلیل نمبر ۵: اوّل بطور مقدمہ کے جاننے کے حضور ﷺ کی قبر مبارک کے لئے بہت کچھ شرف حاصل ہے۔ کیونکہ جسد اطہر اس کے اندر موجود ہے۔ بلکہ حضور ﷺ خود یعنی جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ قبر میں زندہ ہیں۔ قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی اعتقاد تھا۔ حدیث میں نص ہے کہ نبی اللہ حیّ یرزق کہ آپ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کو رزق بھی پہنچتا ہے۔ (وعظ راس الربعین بضمن مجموعہ میلاد النبی ﷺ شائع کردہ ملتان ص ۵۰۸)

دلیل نمبر ۶: ”یرید بقولہ الانبیاء احیاء مجموع الاشخاص لاالروح فقط“ ترجمہ: آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کہ انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہوتے ہیں کا مطلب یہ نہیں کہ ان کی ارواح زندہ ہیں بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اشخاص انبیاء علیہم السلام (روح وبدن) کے مجموعہ کے ساتھ زندہ ہیں۔

(تحیۃ الاسلام ص ۳۶ مصنفہ مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ)

دلیل نمبر ۷: انبیاء علیہم السلام کے انہی اجسام دنیوی کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہوں۔

(لطائف قاسمیہ ص ۳ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ)

دلیل نمبر ۸: بہرحال ارواح انبیاء کرام علیہم السلام کو بدستور اپنے ابدان کے ساتھ تعلق رہتا ہے۔

(جمال قاسمی ص ۱۳، مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ)

دلیل نمبر ۹: حضور اکرم ﷺ کی قبر مبارک کے لئے بہت کچھ شرف حاصل ہے۔ کیونکہ جسد اطہر اس کے اندر موجود ہے۔ بلکہ خود حضور ﷺ جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔ قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہی اعتقاد ہے۔

(اشرف الجواب ج ۲ ص ۱۶۰ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

دلیل نمبر ۱۰: غرضیکہ حضور اکرم ﷺ کا جسد اطہر موافقین اور مخالفین سب کے نزدیک بالاتفاق محفوظ ہے اور مع روح ہے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا۔ وہ بقعہ جس سے جسم مبارک خصوص مع الروح مس کئے ہوئے ہے، عرش سے بھی افضل ہے۔ (نیل الصدور ص ۱۵۲ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

دلیل نمبر ۱۱: ''امابعد وفاته فروحه المقدسة ﷺ قد استقرت فی الرفیق الاعلی مع ارواح الانبیاء علیہم السلام ولا یتوهم من هذا انکار حیاته فی قبره الشریف فان لروحه ﷺ اشرافاً علی البدن المبارک المطیب واشرافاً وتعلقاً به'' وفات شریفہ کے بعد آپ ﷺ کی روح مقدسہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ کے ساتھ رفیق اعلیٰ میں استقرار پذیر ہے۔ لیکن اس سے آپ ﷺ کے اپنی قبر شریف میں زندہ نہ ہونے کا وہم نہ کیا جائے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی روح مقدسہ بدن مبارک پر اثر ڈال رہی ہے اور اس کی اس پر روشنی پڑ رہی ہے اور اس کا بدن اطہر کے ساتھ تعلق قائم ہے۔ (شرح مسلم ج ۳ ص ۱۲۴ علامہ شبیر احمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ)

دلیل نمبر ۱۲: حضرت شیخ العرب والعجم حضرت مولانا علامہ سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ ''الشہاب الثاقب'' میں نجدی اور ان کے فرقہ کا عقیدہ بیان فرماتے ہیں: ''بعض ان کے جسم نبی ﷺ کے قائل ہیں مگر بلا علاقہ روح۔ الخ!'' (الشہاب الثاقب ص ۴۵)

دلیل نمبر ۱۳: وہ عقائد واقوال جو طائفہ وہابیہ کے مشہور اور مابہ الامتیاز بین اہل سنت وبینہم (جن کے ذریعے اہل سنت والجماعت اور وہابیوں کے درمیان امتیاز ہوتا ہے) ہیں ان کے خلاف ان حضرات (اکابرین علمائے دیوبند) کی تصانیف بھری ہوئی ہیں۔

وہ وفات ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی اور بقاء علاقہ بین الروح والجسم (روح اور جسم کے درمیان تعلق باقی رہنے) کے منکر ہیں اور یہ حضرات صرف اس کے قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں اور بڑے زور وشور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں۔ رسالہ ''آب حیات'' نہایت مبسوط رسالہ خاص اسی مسئلہ کے لئے لکھا گیا ہے۔ (نقش حیات ج ۱ ص ۱۰۳، از مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

دلیل نمبر ۱۴: مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں: جمہور امت کا عقیدہ اس مسئلہ میں یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام برزخ میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کی حیات برزخی صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی حیات ہے۔ جو حیات دنیوی کے بالکل مماثل ہے۔ بجز اس کے کہ وہ احکام کے مکلف نہیں ہیں۔

بیہقی نے فرمایا: ''ولحیاۃ الانبیاء بعد الممات شواھد من الاحادیث الصحیحۃ'' یعنی اور انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الموت کے لئے صحیح احادیث سے بہت شواہد موجود ہیں۔

اس میں تصریح ہے کہ موت کے بعد ان کی حیات احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ موت صرف جسم پر آتی ہے، روح پر نہیں۔ اس لئے حیات بعد الموت وہی ہو سکتی ہے جس میں جسم بھی شریک ہو۔ اس حیات کو صرف روحانی کہنے کے کوئی معنی نہیں۔ صرف حیات روحانی کا قول جمہور علماء امت کے خلاف ہے اور یہ ظاہر ہے کہ دیوبندیت کوئی مستقل مذہب نہیں، عقیدہ سلف وجمہور اہل سنت والجماعت کے مکمل اتباع ہی کا نام دیوبندیت

ہے۔ جو عقیدہ جمہور اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے وہ دیوبندیت کے خلاف ہے۔

(ماہنامہ الصدیق ملتان جمادی الاولی ۱۳۷۸ھ)

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا فرمان سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ جو عقیدہ حیات النبی ﷺ (روح اور جسم مبارک کے آپس میں تعلق) نہ مانے وہ اہل سنت والجماعت اکابرین علمائے دیوبند سے خارج ہے۔

دلیل نمبر ۱۵: آنحضرت ﷺ حیات ہیں، لہٰذا پست آواز سے سلام کرنا چاہئے۔ مسجد نبوی ﷺ کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے، اس وحضرت ﷺ خود سنتے ہیں۔

(تذکرۃ الخلیل ص ۲۰۶ مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ)

دلیل نمبر ۱۶: سلام سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ (اور) سلام کا جواب دینا یہ دائماً (ہمیشہ) ثابت ہے۔ (نشر الطیب ص ۲۹۷ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

دلیل نمبر ۱۷: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی حیات دنیا کی سی ہے، بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے۔ جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو، چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء میں بتصریح لکھا ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں: علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ انبیاء وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز جسم کو چاہتی ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے۔ نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل ہے جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام آب حیات ہے۔ (المہند علی المفند ص ۱۴ مولانا خلیل احمد سہارنپوری)

مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ بالا عبارت میں لکھا ہے: ''نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ اس کے بعد یہ لکھنا کہ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ کو حیات دنیوی (حاصل) ہے۔''

صاف طور پر اس کی دلیل ہے کہ دنیوی حیات سے اکابر دیوبند سے مراد یہ ہے کہ یہ حیات اس دنیوی جسم مبارک میں ہے اور دنیوی حیات کے اثبات کا مطلب یہ ہے کہ قبر مبارک میں اسی دنیا والے جسد اطہر کے ساتھ آپ ﷺ کی روح اقدس کا ایسا تعلق ہے کہ جس کی وجہ سے اس بدن اطہر میں حیات اور زندگی حاصل ہے اور یہ صرف روح مبارک کی زندگی نہیں ہے۔ لیکن اس سے اکابر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ عالم برزخ میں اس حیات جسدی کے لئے دنیوی حیات کے جملہ لوازمات ثابت ہیں اور یہ کہ آپ ﷺ کو کھانے پینے وغیرہ کی جس طرح دنیا میں حاجت ہوتی تھی، اس طرح قبر میں بھی ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ دنیوی حیات کی طرح انبیاء علیہم السلام کو اس قبر شریف والی حیات میں بھی ادراک، علم اور شعور حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے ان اہم امور کے حاصل ہونے کی وجہ سے اس حیات کو بھی دنیوی حیات کہہ دیا جاتا ہے۔ (عقائد اہل سنت والجماعت ص ۱۵۹، ۱۶۰ از مولانا مفتی سید عبد الشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ)

دلیل نمبر ۱۸: رسول اللہ ﷺ ہنوز قبر میں زندہ ہیں اور مثل گوشہ نشینوں اور چلہ کشوں کے عزلت گزیں، جیسے ان کا مال قابل اجرائے حکم میراث نہیں ہوتا۔ایسے ہی آپ کا مال بھی محل توریث نہیں۔ (آب حیات ص ۲)

دلیل نمبر ۱۹: انبیاء کو ابدان دنیا کے حساب سے زندہ سمجھیں گے۔ پھر حسب ہدایت ''کل نفس ذائقة الموت'' اور ''انک میت و انھم میتون'' تمام انبیاء کرام علیہم السلام خاص کر حضرت سرور کائنات ﷺ کی نسبت موت کا اعتقاد بھی ضروری ہے۔ (لطائف قاسمیہ ص ۱۴)

دلیل نمبر ۲۰: حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک کے لئے بہت کچھ شرف حاصل ہے۔ کیونکہ جسد اطہر اس کے اندر موجود ہے۔ بلکہ حضور خود یعنی جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔ قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ حدیث میں بھی نص ہے: ''ان نبی اللہ حیّ فی قبرہ یرزق'' کہ آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کو رزق بھی پہنچتا ہے۔ (الحبور ص ۱۴۹)

دلیل نمبر ۲۱: حضور ﷺ کے لئے بعد وفات کے بھی حیات برزخی ثابت ہے اور وہ حیات شہداء کی حیات برزخی سے بھی بڑھ کر ہے اور اتنی قوی ہے کہ حیات ناسوتی کے قریب قریب ہے۔ چنانچہ بہت سے احکام ناسوت کے اس پر متفرع بھی ہیں۔ دیکھئے زندہ مرد کی بیوی سے نکاح جائز نہیں ہے۔ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات سے بھی نکاح جائز نہیں ہے اور زندہ کی میراث تقسیم نہیں ہوتی حضور ﷺ کی بھی میراث تقسیم نہیں ہوئی اور حدیثوں میں صلوٰۃ وسلام کا سماع وارد ہوا ہے۔ (الطہور ص ۴۹)

دلیل نمبر ۲۲: مخدوم العلماء حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: احقر اور احقر کے مشائخ کا مسلک وہی ہے جو المہند میں بالتفصیل مرقوم ہے۔ یعنی برزخ میں جناب رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام بجسد عنصری زندہ ہیں۔ جو حضرات اس کے خلاف ہیں، وہ اس مسئلہ میں دیوبند کے مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں۔ (ماہنامہ الصدیق ملتان ۱۳۷۸ھ)

قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا فرمان سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے جو لوگ (مماتی ٹولہ) عقیدہ حیات النبی ﷺ (روح اور جسم کا باہم تعلق) کو نہیں مانتے ان کا مسلک اہل سنت والجماعت اکابرین علمائے دیوبند کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا یہ لوگ دیوبندی کہلوانا چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطاء فرمائے۔

دلیل نمبر ۲۳: مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا سید مہدی حسن رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ اپنے مزار مبارک میں بجسدہٖ موجود اور حیات ہیں۔ آپ ﷺ کے مزار مبارک کے پاس کھڑا ہو کر جو سلام کرتا ہے، درود پڑھتا ہے۔ آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ (الصدیق مذکور)

دلیل نمبر ۲۴: شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مولانا محمد ادریس رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: تمام اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز وعبادات میں مشغول ہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی یہ برزخی حیات حسّی اور جسمانی ہے۔ اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عامہ مؤمنین بلکہ ارواح کفار کو بھی حاصل ہے۔ (حیات نبوی ص ۲)

دلیل نمبر ۲۵: ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ (اسی طرح جملہ انبیاء علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں، حسن وعلم سے موصوف ہیں اور آپ ﷺ پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور آپ ﷺ کو صلوٰۃ وسلام پہنچائے جاتے ہیں۔ (طبقات الشافعیہ ج ۴ ص ۲۸۲)

دلیل نمبر ۲۶: آنحضرت ﷺ پر امت اجابت کے اعمال کا فرشتوں کے ذریعہ اجمالی طور پر پیش کیا جانا مسند بزار کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: اس کی سند عمدہ ہے۔ (فتح الملہم ج۱ ص ۴۱۳)

دلیل نمبر ۲۷: حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ براہین قاطعہ میں فرماتے ہیں اور صلوٰۃ وسلام ملائکہ پہنچاتے ہیں اور اعمال امت آپ ﷺ پر پیش ہوتے ہیں۔ (براہین ص ۲۰۰)

دلیل نمبر ۲۸: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجموعہ روایات سے علاوہ فضیلت حیات اور اکرام ملائکہ کے برزخ میں آپ ﷺ کے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہیں۔ اعمال امت کا ملاحظہ فرمانا، نماز پڑھنا۔ الخ! (نشر الطیب ص ۲۹۷)

دلیل نمبر ۲۹: شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: المہند علی المفند میں پانچویں سوال کے جواب میں لکھا ہے: ''عندنا وعندمشائخنا حضرت رسالة ﷺ حيّ في قبره الشريف وحيوته ﷺ دنيويه برزخيه لكونه في عالم البرزخ'' ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہی ہے کہ حضور ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی حیات (اس دنیا والے جسد اطہر میں ہونے کے اعتبار سے) دنیاوی ہے۔ ہاں! (بجمیع الوجوہ دنیاوی نہیں) اس میں آپ ﷺ مکلف بالاحکام نہیں۔ پس آپ ﷺ کی حیات اس طرح دنیاوی اور عالم برزخ میں ہونے کے لحاظ سے برزخی ہے۔ (المہند علی المفند ص ۱۴)

اس پر حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''معتقدنا ومعتقد مشائخنا جميعاً لاريب فيه'' ہمارا اور مشائخ کا یہی عقیدہ ہے اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں۔ (المہند ص ۴۶)

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے تصحیح کردہ ابوداؤد کے (حاشیہ ص ۱۵۷) میں ہے: ''ان العرض هل هو على الروح المجود او على المتصل بالجسد حسبوا ان جسد النبي ﷺ كجسد كل احد مكفي في الجواب ما قاله على وجه الصواب'' وفات شریفہ کے بعد حضور ﷺ پر درود شریف کیا صرف روح مجرد پر پیش ہوا کرے گا یا روح متصل بہ جسد پر اس کا عرض ہوگا؟ حضور ﷺ کا جواب کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مطہرہ مٹی نہیں ہوتے۔ اس سوال کیفیت کا کافی جواب تھا۔ (ابوداؤد شریف حاشیہ ص ۱۵۷)

دلیل نمبر ۳۰: مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''الذى كتب فى هذه الرسالة حق صحيح وثابت فى الكتب بنص صريح وهو معتقدى ومعتقدى مشائخى احيانا الله بها واماتنا عليها وانا العبد الضعيف عبدالرحيم عفى عنه رائيفورى'' جو کچھ اس رسالہ (المہند) میں لکھا ہے، حق اور صحیح ہے اور کتابوں میں نص صریح کے ساتھ موجود ہے۔ یہی مراد عقیدہ ہے اور یہی میرے مشائخ کا عقیدہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عقیدے کے ساتھ زندہ رکھے اور اسی عقیدے پر موت دے۔ میں ہوں بندہ ضعیف عبدالرحیم عفی عنہ رائے پوری۔

دلیل نمبر ۳۱: علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''الانبياء احياء عند ربهم يرزقون'' انبیاء کرام علیہم السلام اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اور انہیں رزق بھی ملتا ہے۔ (فتح الملہم ج ۳ ص ۳۳۰)

''ان النبى ﷺ كما تقرر وانه يصلى فى قبره باذان واقامة'' بے شک حضور اکرم ﷺ زندہ ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں اذان واقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔ (فتح الملہم ج ۳ ص ۴۱۹)

’’امابعد وفاتہ فروحۃ المقدسۃ ﷺ قد استقرت فی الرفیق الاعلٰی مع ارواح الانبیاء علیہم السلام ولایتوھم من ھذا انکار حیاتہ فی قبرہ الشریف فان لروحہ ﷺ اشرافاً علی البدن المبارک المطیب واشرافاً وتعلقاً وبدنہ فی ضریحہ غیر مفقود واذاسلم علیہ المسلم رد اللہ حتی یرد علیہ السلام کما ورد فی الحدیث ولم یفارق الملأ الاعلٰی ومن کثف ادراکہ وغلظت طباعۃ من ھذا الادراک فلینظر الی الشمس فی علو محلھا‘‘ (فتح الملہم ج ۲ ص ۴۲۱)

ترجمہ: وفات شریفہ کے بعد آپ ﷺ کی روح مقدسہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ کے ساتھ رفیق اعلیٰ میں استقرار پذیر ہے۔ لیکن اس سے آپ ﷺ کا اپنی قبر شریف میں زندہ نہ ہونے کا وہم نہ کیا جائے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی روح اقدس قبر میں رکھے بدن پاک پر اپنا اثر ڈال رہی ہے۔ اس کی روشنی اس پر پڑ رہی ہے اور بدن اطہر کے ساتھ تعلق قائم ہے۔ آپ ﷺ کا بدن مبارک قبر سے ہرگز غائب نہیں ہوا اور جب بھی کوئی مسلمان آپ ﷺ پر سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی روح اقدس کو آپ ﷺ کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ اس کے باوجود آپ ﷺ ملاء اعلیٰ علیین سے جدا نہیں ہوتے، جس کا ادراک کرنے میں غلیظ ہو، اسے سورج کو اس کے علو محل میں دیکھنا چاہئے۔

دلیل نمبر ۳۲: حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی فرماتے ہیں: ’’رأیت الاجوبۃ کلھا فوجدتھا حقۃ صریحۃ لایحوم حول سدادقاتھاشک ولاریب وھو معتقدی ومعتقد مشائخی‘‘ میں نے تمام جوابات خود دیکھے ہیں اور انہیں حق صریح پایا ہے۔ کوئی شک یا ریب اس کے اردگرد بھی گھوم نہیں سکتا۔ یہی میرا عقیدہ ہے اور میرے سب مشائخ بھی انہی عقائد پر تھے۔ (المہند علی المفند ص ۵۲)

دلیل نمبر ۳۳: حضرت مولانا علامہ قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں: مسئلہ زیر بحث میں جہاں تک بزرگوں کی کتابوں، فتاویٰ، مقالات اور متوارث ذوق کا تعلق ہے، دیوبندیت تو یہی ہے کہ برزخ میں آنحضرت ﷺ کو حیات دنیوی کے ساتھ زندہ مانا جائے۔ کیونکہ دیوبندیت کی موجودہ جماعتی تشکیل قیام دارالعلوم سے شروع ہوتی ہے۔ جس کی ابتداء حضرت اقدس حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہ کی سرپرستی میں ان کے دو جلیل القدر خلفاء حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ ان تینوں کا مسلک بھی حیات دنیوی (کہ اس عالم برزخ کی حیات اسی جسد اطہر میں ہے، جو اس دنیا میں تھا) ہے۔ پھر آخرالذکر دو بزرگوں کے تلامذہ مثل حضرت شیخ الہند، حضرت مولانا احمد حسن امروہی، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا حافظ محمد احمد مہتمم دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا حبیب الرحمن عثمانی دیوبندی، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن دیوبندی مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند (رحمہم اللہ) وغیرہ وغیرہ حضرات کا بھی یہی مسلک تھا، جو ان کے مطبوعہ فتاویٰ اور مقالات میں محفوظ ہے۔

پھر ان اکابر کے تلامذہ مثل حضرت مولانا حسین احمد مدنی، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی (رحمہم اللہ) اور دوسرے اساتذہ دارالعلوم دیوبند وغیرہ وغیرہ حضرات کا بھی یہی مسلک ہے۔ یہی حضرات دیوبندیت کے اساطین کہلاتے ہیں۔ اس لئے دیوبندیت تو حیات النبی ﷺ کے بارے میں حیات دنیوی (باعتبار ابدان دنیا) ہی ہے جو برزخ میں قائم ہے۔ (الصدیق ملتان ربیع الاوّل ۱۳۷۷ھ)

دلیل نمبر ۳۴: حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''من ینکر حیاته ﷺ فی قبره کان فؤاده فارغاً من حبه عقله خالیاً من لبه'' جو شخص حضور اکرم ﷺ کے اپنی قبر شریف میں زندہ ہونے کا انکار کرتا ہے، اس کا دل حضور ﷺ کی محبت سے فارغ ہے اور اس کی عقل بصیرت سے خالی ہے۔ (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۳۳۹)

دلیل نمبر ۳۵: حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''والاحسن ان یقال ان حیاته ﷺ لا یعقبها موت بل یستمر حیاً والانبیاء احیاء فی قبورهم'' بہتر بات یہی ہے کہ کہا جائے کہ آنحضرت ﷺ کی حیات ایسی ہے کہ اس کے بعد موت وارد نہیں ہوتی، بلکہ دوامی حیات آپ ﷺ کو حاصل ہے اور باقی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (حاشیہ بخاری ج ۱ ص ۵۱۷)

دلیل نمبر ۳۶: حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ حدیث: ''مامن یسلم علیّ الا ر دّالله علیّ روحی'' کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''علاوہ ازیں انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبور میں زندہ ہونا ایک مسلم حقیقت ہے۔''

آگے فرماتے ہیں: اتنی بات سب کے نزدیک مسلم اور دلائل شرعیہ سے ثابت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور خاص کر سید الانبیاء ﷺ کو اپنی قبر میں حیات حاصل ہے۔ (معارف الحدیث ج ۵ ص ۳۷۸)

دلیل نمبر ۳۷: شیخ الاسلام مہتمم دار العلوم دیوبند حضرت مولانا علامہ قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علماء دیوبند حسب عقیدہ اہل سنت والجماعت برزخ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کے اس تفصیل سے قائل ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں حیات جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اور ان کے اجسام کے ساتھ ان کی ارواح مبارکہ کا ویسا ہی تعلق قائم ہے جیسا کہ دنیوی زندگی میں قائم تھا، وہ عبادت میں مشغول ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ قبور مبارکہ پر حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ وسلام بھی سنتے ہیں۔ علماء دیوبند نے یہ عقیدہ کتاب وسنت سے وراثتاً پایا ہے۔ (ماہنامہ دار العلوم دیوبند ستمبر ۱۹۶۲ء)

وہ (علماء دیوبند) برزخ میں آپ ﷺ کی جسمانی حیات کے قائل ہیں۔ لیکن وہاں معاشرت دنیوی کے قائل نہیں، وہ اس کے اقراری ہیں کہ آج بھی امت کے ایمان کا تحفظ گنبد خضریٰ ہی کے منبع ایمانی سے ہو رہا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ آپ ﷺ کو حاضر وناظر نہیں جانتے۔ (مسلک علماء دیوبند ص ۲۰)

دلیل نمبر ۳۸: حضرت مولانا علامہ مفتی عزیز الرحمن رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: قبر میں روح کا تعلق رہتا ہے اور مستقر اس کا علیین یا سجین ہے۔ عذاب روح پر مع جسم کے ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر احادیث سے ثابت ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۵ ص ۴۲۷)

دلیل نمبر ۳۹: حضرت مولانا علامہ مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس قدر حیات اس میں ڈالی جاتی ہے کہ وہ آرام یا تکلیف محسوس کر سکے۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۹۶)

اس خیال او اور اعتقاد سے ندا کرنا کہ آنحضرت ﷺ کی روح مبارک مجلس مولود میں آتی ہے، اس کا شریعت مقدسہ میں کوئی ثبوت نہیں اور کئی وجہ سے یہ خیال باطل ہے۔ اول یہ کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔ جیسا کہ اہل سنت الجماعت کا مذہب ہے تو پھر آپ ﷺ کی روح مبارک کا مجلس میلاد میں آنا بدن سے مفارقت کر کے ہوتا ہے یا کسی اور طریقہ سے؟ اگر مفارقت کر کے مانا جائے تو آپ ﷺ کا قبر مبارک میں زندہ ہونا باطل ہوتا ہے یا کم از کم اس زندگی میں فرق آنا ثابت ہوتا ہے تو یہ صورت علاوہ اس کے کہ بے ثبوت ہے، باعث

توہین ہے نہ کہ موجب تعظیم۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۱۶۰)

دلیل نمبر ۴۰: مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا علامہ مفتی محمد شفیع دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جمہور امت کا عقیدہ اس مسئلہ میں یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام برزخ میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کی حیات برزخی صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی حیات ہے۔ جو حیات دنیوی کے مماثل ہے۔ بجز اس کے کہ وہ احکام کے مکلف نہیں ہیں۔ خلاصہ یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الموت حقیقی جسمانی مثل حیات دنیوی کے ہے۔ جمہور امت کا یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ میرا اور سب بزرگان دیو بند کا ہے۔ میرے سابقہ فتویٰ (جس سے تبسم صاحب اور ان کی جماعت استدلال کرتے رہتے رہتے) سے حیات جسانی کے انکار پر سند پکڑنا صریح ظلم اور میرے کلام کی تحریف ہے۔ (ہدایۃ الحیران ص ۹۳ تا ۵۹ طبع جدید)

دلیل نمبر ۴۱: حضرت مولانا علامہ حسین علی پنجابی الوانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "ونؤمن بان المیت یعرف من یزورہ اذا اتاہ واکدہ یوم الجمعة بعد طلوع الفجر قبل طلوع الشمس" اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ میت پہچانتا ہے جو اس کی زیارت کے لئے جاتا ہے اور یہ بات بروز جمعہ طلوع فجر کے بعد اور سورج نکلنے سے قبل بہت نمایاں ہوتی ہے۔ (تحریرات حدیث ص ۲۵۷)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے میری قبر کے پاس درود شریف پڑھا تو میں خود سنتا ہوں اور جس نے دور سے درود شریف پڑھا تو وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔ (تحریرات حدیث ص ۲۱۱)

دلیل نمبر ۴۲: حضرت مولانا قاضی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں صوفی صاحب لکھتے ہیں: (قاضی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ) مسئلہ حیات النبی ﷺ میں علماء دیو بند کے طرفدار تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ ہمارے سامنے کی بات ہے کہ حدیث سماع کا ذکر تھا (یعنی حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ: "من صلّی عند قبری سمعته و من صلّی علیّ نائیاً ابلغته") تو قاضی صاحب مرحوم فرمانے لگے کہ جس حدیث کے بارے میں ملا علی قاری، حافظ ابن القیم، امام ابن تیمیہ، سخاوی اور حافظ ابن حجر (رحمۃ اللہ علیہم) جیسے بزرگوں نے یہ کہا ہے کہ یہ صحیح ہے۔ اگر ہم کہیں کہ یہ صحیح نہیں تو کوئی دانشمندی کی بات نہ ہوگی۔

اسی طرح یہ بھی فرمایا: حضور اکرم ﷺ کو اپنی قبر مبارک میں حیات حاصل ہے۔ ایسی حیات کہ جس سے اپنی قبر کے پاس صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔ باقی کیفیت کا ہمیں علم نہیں، نہ اس کی کیفیت کے معلوم کرنے کے ہم مکلف ہیں۔ (مقدمہ فیوضات حسینی ص ۳۶)

دلیل نمبر ۴۳: حضرت مولانا علامہ غلام اللہ خان کے زیر اہتمام تعلیم القرآن کے دارالافتاء سے مفتی عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ نے عقیدہ حیات النبی ﷺ کا فتویٰ جاری کیا تھا، اس فتویٰ پر مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ نے الجواب صحیح کے بعد لاشئی غلام اللہ خان کے دستخط بھی کئے۔ ملاحظہ فرمائیں فتویٰ: عند القبر انبیاء علیہم السلام کا سماع بلاشبہ ثابت ہے۔ خصوصاً سید الانبیاء ﷺ کا مقام بہت بلند ہے اور آپ ﷺ کے سماع میں تو کوئی شبہ ہی نہیں۔ (ماہنامہ تعلیم القرآن ستمبر ۱۹۵۹ء)

وفات کے بعد نبی اکرم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بتعلق روح حیات حاصل ہے اور اسی حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ ﷺ صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔

(ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی اگست ۱۹۶۲ء)

مدرسہ نصرت العلوم کی انجمن کے صدر میاں محمد عارف ایڈووکیٹ اس بات کے راوی ہیں اور عینی شاہد ہیں۔ ہر آدمی ان سے تصدیق کرسکتا ہے کہ مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ نے اپنے ہندوستان کے سفر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ کی قبر پر کھڑے ہوکر دعا کرتے اور روتے ہوئے اپنے اردگرد کھڑے لوگوں کا مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ تم سب لوگ گواہ رہنا کہ میرا عقیدہ وہی ہے جو اس قبر والے کا ہے۔

(دیوبندی کہلانے کا مستحق کون؟ ص ۲۳، ۲۴)

دلیل نمبر ۴۴: حضرت مولانا قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

حیات انبیاء علیہم السلام کو تو وہی معنی ہے جس کی نوعیت نبی ﷺ نے حیات شہداء کی تفسیر میں بیان فرمادی اور کیفیت میں وہ حیات شہداء سے بھی افضل واکمل ہے۔ مگر بایں ہمہ ارواح طیبہ کا ابدان مبارکہ سے تعلق جس کی کنہ ہم نہیں جانتے اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم!

ایمان کے لئے ہم اتنا ہی کافی سمجھتے ہیں کہ ایک شخص یہ یقین کرے کہ انبیاء علیہم السلام دنیا سے رخصت ہونے کے بعد زندہ ہیں۔ جس کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ (مسالک العلماء فی حیات الانبیاء طبع اوّل ص ۱۶۷، ۱۶۸)

انبیاء علیہم السلام زندہ ہوتے ہیں۔ یعنی ان کو برزخی زندگی حاصل ہوتی ہے ان کی قبر مطہر کے قریب کھڑے ہوکر ان کو سلام عرض کرنا جائز ہے۔ (مسالک العلماء ص ۱۴۷)

(نوٹ: یہاں سے آگے حیات النبی ﷺ پر فتاویٰ جات اکابر تھے۔ جو پہلے اس مجموعہ میں شامل کئی کتب میں آچکے ہیں۔ وہ ہم نے یہاں سے حذف کردیئے۔ مرتب)

عقیدہ حیات النبی ﷺ کا انکار

عقیدہ حیات النبی ﷺ کے انکار کا فتنہ مولوی عنایت اللہ شاہ بخاری نے کھڑا کیا۔

امام اہل سنت حضرت مولانا علامہ سرفراز خان صفدر مدظلہ نے اسی بدعقیدے کی وجہ سے عنایت اللہ شاہ بخاری کا ساتھ چھوڑ دیا۔

امام اہل سنت لکھتے ہیں: راقم اثیم (حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ) بھی پہلے جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کی مجلس عاملہ کا رکن تھا۔ جناب شاہ صاحب گجراتی کے غلو کی وجہ سے الگ ہوا ہے۔ اس دیرینہ تعلق کی بناء پر جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے بزرگوں اور سے پرزور اپیل ہے کہ جمہور اہل اسلام اور اہل السنت والجماعت کے مدلل بالکتاب والسنہ اور منصور بالبراہین مسلک کو ترک نہ کریں اور تمام مصلحتوں سے بالاتر ہوکر حق بات کہنے کا واشگاف اعلان کردیں۔ ہماری قلبی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو راہ راست کی توفیق عطا فرمائے۔ مگر:

تغافل ان کی عادت ہے مناجاتیں میرا شیوہ ۔۔۔ نہ وہ طرز ادا بدلے نہ میں رنگ دعا بدلا

زمانہ معترف ہے اب ہماری استقامت کا ۔۔۔ نہ ہم نے قافلہ چھوڑا نہ ہم نے رہنما بدلا

(تسکین الصدور ص ۴۳، ۴۴)

مفسر قرآن حضرت مولانا علامہ صوفی عبدالحمید خان سواتی فرماتے ہیں: ''ایک ایسا مسئلہ (حیات النبی ﷺ) جس پر تقریباً تمام جماعت علماء دیوبند کا اتفاق آرہا ہے اور کسی قسم کا شبہ اس مسئلہ میں پیدا نہ ہوا تھا تو

انہیں (شاہ صاحب) کو یہ بات ہرگز مناسب نہ تھی کہ وہ اس مسئلہ کو اسٹیج پر لا کر دیوبندی جماعت میں تفریق وانتشار کا باعث بنتے۔" (مقدمہ فیوضات حسینی ص ۴۴)

حضرت صوفی صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں: "عام مردوں کے سماع کے متعلق تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے سے اختلاف چلا آرہا ہے۔ لہٰذا ہمیں اس مسئلہ میں زیادہ کرید کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام کے سماع کا مسئلہ متفق علیہ ہے۔ امت کے تمام فرقے اور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ نبی علیہ السلام سنتے ہیں۔ تاہم اس زمانے میں عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری نے اس میں اختلاف کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی بھی نہیں سنتے۔" (معالم العرفان فی دروس القرآن ج ۱۴ ص ۸۴۶)

حضرت صوفی عبدالحمید خان سواتی لکھتے ہیں: "کیا یہ مسئلہ مشہور بین الانام نہیں کہ سماع موتی کے بارے میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر امت کے اندر دونوں قسم کے خیالات پائے جاتے ہیں، کسی نے سماع موتی کا اعتقاد رکھا اور کسی نے انکار کیا۔ لیکن اس دوسرے اعتقاد والے کو گمراہ اور لاعقیدہ نہیں کہا۔ مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ شاہ صاحب قائلین سماع کو ابوجہل کا ٹبر تک اپنی تقریروں میں کہنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ ایک زمانہ تک قرآن کریم کی وہ آیات جو شاہ صاحب اہل بدعت اور مشرکین دور حاضر کے خلاف پیش کرتے تھے۔ اب وہی آیات عقیدہ حیات النبی ﷺ کو ماننے والوں اور سماع موتی کے قائلین کے خلاف چسپاں کرتے ہیں۔ کیا یہ انتہاء پسندی نہیں؟ سماع موتی کے قائل تو حضرت عمر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ہیں اور امت کے جلیل القدر ائمہ دین بھی بلکہ جمہور ائمہ رحمۃ اللہ علیہم سماع موتی کے قائل ہیں۔ کیا یہ سب ابوجہل کا ٹبر ہے۔" (مقدمہ فیوضات حسینی ص ۴۴)

مماتی ٹولے کا مرکزی رہنما اور ماہنامہ تعلیم القرآن کے سابق مدیر مولوی عطاء اللہ بندیالوی صاحب اپنے اور اپنے ٹولے کے عقیدے کی یوں وضاحت کرتے ہیں: "جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے علماء کا نظریہ یہ ہے کہ وفات کے بعد آپ ﷺ کا جسد اقدس حضرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں مدفون ہے۔ جو قیامت تک محفوظ رہے گا اور آپ ﷺ کی روح مبارک جسم اقدس سے پرواز کر کے جنت الفردوس کے سب سے اعلیٰ وافضل مقام میں آرام فرما ہے۔" (حیات النبی ﷺ ص ۲)

مولوی عنایت شاہ بخاری کے مماتی ٹولے کے مندرجہ بالا عقیدے سے یہ بات ثابت ہورہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا جسم مبارک قبر شریف میں بے جان ہے یہ عقیدہ اہل اسلام اور اکابر علمائے دیوبند میں سے کسی کا بھی نہیں ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والے لوگوں کا اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کے ساتھ کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ لہٰذا یہ پرلے درجے کے گمراہ اور بدعتی ہیں۔ آخر میں ہم اللہ رب العزت سے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! عوام الناس کو عنایت اللہ شاہ بخاری کے مماتی ٹولے سے بچا کر صراط المستقیم پر چلنے کی توفیق عطاء فرما اور مماتی ٹولے کو عالم اسلام اور علمائے دیوبند اہل سنت والجماعت کے عقیدہ حیات النبی ﷺ پر ایمان لانے کی توفیق عطاء فرما۔

آمین ثم آمین یا رب العالمین!

احقر حکیم رانا محمد سجاد قاسمی

۸/ ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ